مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگر دردل نہاں دارم کہ مغز استخواں سوزد

ارکان روہنگیا یونین (ARU)

(ARAKAN ROHINGYA UNION ARU)

تالیف

محمد طاہر جمال ندوی

ناشر

دار البحوث والمناصرة الاسلامية

چاٹگام، بنگلہ دیش۔

۲۰/ فروری ۲۰۲۲ء

کتاب	:	ارکان روہنگیا یونین (ARU)۔
مؤلف	:	محمد طاہر جمال ندوی، فاضل دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، انڈیا۔
باراول	:	دسمبر: ۲۰۲۲ء
تعداد	:	۱۰۰۰ (ایک ہزار)
قیمت	:	۱۰۰/ ٹاکا، بنگلہ دیشی۔ ۳/ ریال سعودی
کمپوز	:	محمد طارق (اندرقلعہ، چاٹگام، بنگلادیش)
ناشر	:	دار البحوث والمناصرۃ الاسلامیۃ چاٹگام، بنگلادیش
ملنے کے پتے	:	0088-01533091784
EMAIL	:	tahernadwi@gmail.com

عرض ناشر:

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى ، و بعد

عرض ہے کہ زیر نظر کاوش کے مصنف محترم حضرت مولانا محمد طاہر جمال ندوی ہمارے علمی اور فکری حلقوں میں کسی محتاج تعارف نہیں ہیں، ماضی میں مولانا کی چند تصانیف طبع ہوکر ماشاء اللہ منظرِ عام پر آئیں، اور آپ کی بہتوں تصانیف زیرِ طبع اور زیرِ نظر ہیں، اللہ تعالی کا کرم ہے کہ آج مولانا کی ایک زندہ اور بے مثال کاوش ''ارکان روہنگیا یونین (ARU)'' ہمیں طبع کرکے اس کی اشاعت کی توفیق ہورہی ہے، **ذالک فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔**

ظاہر ہے کہ زیر نظر کاوش ایک انسان اور وہ بھی اردو کے ایک عجم کے مصنف کی تصنیف ہے، جس میں لسانی فروگزاشتوں کے علاوہ علمی اور فکری لغزشیں بہت ساری ہوسکتی ہیں، تو ناظرین وقارئین کرام سے امید نہیں بلکہ یقین بھی ہے کہ دورانِ مطالعہ ایسی کوئی خامی نظر آئے تو ہمارے ادارہ کو مطلع کرنے کی زحمت گوارہ کریں گے، اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ اپنے خاص فضل وکرم سے مصنف کی زندگی اور ان کی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائیں، آمین یا رب العالمین۔

محمد اقبال سلیم/
سکریٹری برائے امور نشر واشاعت
دار البحوث والمناصرة الاسلامية
چاٹگام، بنگلادیش۔

فہرست مضامین

ارکان روہنگیا یونین (ARU)

منظمۃ التعاون الاسلامی (OIC) سے روہنگیا لیڈروں کے رابطے کی شروعات

راقم سطور کے علم کے مطابق روہنگیا فدائین محاذ کے صدر ہماری تاریخ کے عظیم مرد مجاہد حضرت جعفر حبیب مرحوم کے زمانے سے روہنگیا مسلمانوں کے مفاد کے حوالے سے منظمۃ التعاون الاسلامی (OIC) سے رابطہ شروع ہو چکا تھا، جس کے دیگر مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد یہ تھا کہ امت مسلمہ کی اس بین لاقوامی تنظیم میں روہنگیا مسلمانوں کا ایک مقام حاصل ہو جائے، جس کی آخری شکل یا حیثیت مبصر یا مشاہد ہو سکتی ہے، پھر قائد حبیب کے انتقال کے بعد دیگر جماعتوں اور لیڈروں نے ان کا وہی سلسلہ متواتر جاری رکھا، اور قومی مقصد کے حصول کے لئے جدو جہد میں کسی قسم کی کسر باقی نہیں رکھی، اس حوالے سے عموما ہمارے دیگر لیڈروں کے علاوہ خاص طور پر محترم نورالاسلام صدر ارکان روہنگیا نیشنال آرگنائزیشن (ARNO) مولانا شیخ دین محمد مرحوم اور مولانا شیخ سلیم اللہ عبدالرحمٰن صاحب مرنگلوی حالیہ رہنما روہنگیا سالیڈریٹی آرگنائزیشن برائے حقوق (RSOR) کی جدو جہد بھی قابل صد ستایش اور نا قابل فراموش ہیں۔

☆☆☆

تھائی لیند میں پروگرام برائے اصلاح وطنی (NRP)

پروگرام برائے اصلاح وطنی (NRP) برمی سیاسیات اور اس کے مستقبل کے حوالے سے ایک غیر معمولی اور مفید پروگرام ہے، جو مسٹر ہانگ اونگ شوے (ڈائرکٹر جنزال آف یور برما آفس

EBO) کی زیر سرپرستی متحرک ہے، اس میں مرحوم شیخ دین محمد جیسی شخصیت کی فعال قیادت میں روہنگیا سالیڈریٹی آرگنائزیشن نے تھائی لینڈ کانفرس میں شرکت کی تھی، پھر حضرت شیخ کے اچانک انتقال کے بعد تنظیم کے قائم مقام صدر شیخ سلیم اللہ عبدالرحمٰن صاحب نے اس قافلہ کو بڑے حسن و خوبی سے آگے بڑھایا۔ اور اس حوالے سے ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس پروگرام میں ارکان کے روہنگیا مسلمانوں کی دو ہی جماعتوں نے بھرپور انداز میں شرکت کی تھی، جن میں سے ایک تو اس دوران محترم شیخ سلیم اللہ صاحب کی رہنمائی میں چلنے والی جماعت روہنگیا سالیڈریٹی آرگنائزیشن (RSO) اور دوسری مسٹر نورالاسلام صاحب کی قیادت میں چلنے والی معروف جماعت ارکان روہنگیا نیشنال آرگنائزیشن (ARNO) تھیں۔

پروگرام برائے اصلاح وطنی دراصل پیلونگ معاہدہ کی تجدید و احیائے نو تھا، یہ معاہدہ برطانوی سامراجیوں سے برما کی آزادی کے ایک سال پہلے ۱۹۴۷ء میں پیلونگ کے مقام میں ہوا تھا، جس کا مقصد رنگ و نسل مذہبی و لسانی تعصب، نفرت و عنصریت جیسے غیر انسانی و غیر اخلاقی جذبات و خیالات سے بلند ہو کر عدل و مساوات، رواداری و برداشت پر مبنی بین الاقوامی آئین و قوانین کے تحت برما کے تمام نسلی گروہوں کے مشترکہ مفادات کے تحفظ کے لئے برما میں فیڈرل، جمہوری اور دستوری نظام حکومت کا قیام تھا۔ چونکہ پیلونگ معاہدہ چند منفی وجوہات کی بنیاد پر جن کی داستان بڑی طویل ہے ناکارہ اور بھولا بسرا ہو چکا تھا، اسی لئے پروگرام برائے اصلاح وطنی کے زیر سائے تھائی لینڈ میں اس کی تجدید و احیائے نو نہ صرف برمی تاریخ بلکہ اقوام عالم کی تاریخ میں بھی ایک اہمیت کی حامل ہے، جس کی بعض اہم اور بنیادی دفعات و نقاط درج ذیل ہیں:

☆ برما میں فیڈرل جمہوری اور دستوری نظام حکومت کے از سر نو قیام کے لئے مشترکہ جدو جہد کرنا، جو برما کی آزادی کے بعد ۱۹۴۸ء سے ۱۹۶۲ء کے دوران بھی تھا۔

☆ اس بات کی پوری ضمانت کہ عدل و مساوات پر مبنی روہنگیا مسلمانوں کے حقوق، برما کے دیگر مواطنین جیسے ہوں گے۔

☆ مرکزی فیڈرل حکومت کے زیر اشراف ان اقلیتوں کی خود مختاری کا حصول جو خود مختاری کی

خواہاں ہوں گی۔

☆ میانمار کی مختلف سیاسی پارٹیوں اور نسلی گروہوں کے مابین پائے جانے والے بنیادی اختلافات کو مٹانے کی کوشش۔

یہ تو تھے تھائی لینڈ کانفرس میں کئے گئے معاہدے کے بنیادی نقاط، باقی پیلونگ معاہدے میں جو تھے تقریباً وہی نقاط اسی میں بھی تھے۔

☆☆☆

روہنگیا قومی اتحاد کے لئے لیڈروں کی مشترکہ کوشش

مولانا شیخ دین محمد صاحب کے اچانک انتقال کے بعد مولانا شیخ سلیم اللہ صاحب نے اس قومی اتحاد کی مشترکہ کوششوں کے سلسلے کو بڑی حد تک جاری رکھا، اور آگے بڑھایا، جس کے نتیجے میں اور کچھ نہ ہو تو منظمۃ التعاون الاسلامی کے ساتھ ہمارا قومی رابطہ استوار ہو چکا تھا، اور اتنا استوار ہوا کہ انہی باضابطہ طور پر اس کے اعلیٰ سطحی اجلاسوں میں دعوت شرکت دی جانے لگی تھی، اور جہاں انہوں قومی امور کی بہت ساری خدمات بھی انجام دی تھیں، ان کی یہ کوشش بعد میں بار آور ثابت ہوئی، البتہ ان کی اس کوشش کے تہ بتہ قومی سطح پر کام کرنے والی دیگر تنظیموں اور لیڈروں، مثال کے طور پر ارکان روہنگیا نیشنال آرگنائزیشن (ARNO) کے رہنما محترم نورالاسلام صاحب وغیرہ کی کوششیں بھی مساوی طور پر جاری رہی تھیں۔

ادھر محترم نورالاسلام صاحب نے بعض ناقابل بیان مجبوریوں جن کی داستان بڑی طویل ہے کی وجہ سے محاذ کی سابقہ تمام کارکردگیوں کو چھوڑ کر برطانیہ میں پناہ لی تھی، پھر ان کا رابطہ برما کے معروف قومی لیڈر ہانگ اونگ شوے (چیرمین یورو برما آفس) سے استوار ہو چکا تھا، جس کے نتیجے میں برمی سیاست کے حوالے سے دونوں لیڈروں کے درمیان تعاون کا سلسلہ شروع ہوا، نورالاسلام صاحب نے روہنگیا مسلمانوں کے قومی مسائل کے پائدار حل کے لئے مسٹر ہانگ کے اس تعاون کو

بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی، اور ان سے رابطہ ہمیشہ بحال رکھا، اور مسٹر ہانگ نے بھی انہیں بھرپور تعاون کا یقین دلایا تھا، پھر دونوں لیڈروں نے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ روہنگیا مسلمانوں کے قومی مسائل کے پائدار حل کے لئے ان مسلمانوں کے مابین پائی جانے والی جماعتوں اور لیڈروں کے اتحاد اور ہم آہنگی ناگزیر ہے، یوں دونوں نے ان مسلمانوں کے حوالے سے کام کرنے والی دیگر جماعتوں بطور خاص روہنگیا سالیڈیریٹی آرگنائزیشن برائے حقوق روہنگیا (RSOR) کے لیڈروں سے رابطہ کیا، ساتھ ہی ساتھ ان تمام لیڈروں نے یہ بھی ضروری سمجھا تھا کہ جماعتوں سے ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ اس ممکنہ قومی اتحاد کے لئے قومی سطح پر معروف اور فعال شخصیات کی شرکت و شمولیت بھی بہت ضروری ہے، چاہے ان کا تعلق کسی متحرک جماعت سے ہو یا نہ ہو۔

☆☆☆

ایک متحدہ مجلس عمل یا رابطہ کمیٹی کی تاسیس کی کوشش

یہاں اس تذکرے سے پہلے کہ ارکان روہنگیا یونین کی تاسیس کیسی ہوئی کہ ضروری سمجھتا ہوں کہ کچھ ضروری باتوں کا تذکرہ کردوں، ان میں سے ایک بات تو یہ ہے کہ ہماری قومی سیاسیات سے واقف جانتے ہیں کہ ۱۹۹۸ء میں روہنگیا سالیڈیریٹی آرگنائزیشن (RSO) اور ارکان روہنگیا اسلامک فرنٹ (AIRF) کے لیڈروں اور قوم کے بعض دل جلے سیاست دانوں کی طویل جدوجہد کے نتیجے میں قومی سطح کی ایک متحدہ تنظیم وجود میں آئی تھی، جسے دنیا ارکان روہنگیا نیشنال آرگنائزیشن (ARNO) کے نام سے جانتی پہچانتی ہے، مگر افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ ابھی اس موخرالذکر تنظیم کے اعلان کے چند مہینے بھی نہیں گزرے کہ اس میں اضمحلال اور دراڑے پڑ گئے تھے، حتی کہ اگلے چند مہینوں میں لیڈروں کے مابین اختلافات سے بڑھ کر افتراق اور مخاصمت کا دور دورہ ہو گیا تھا، بالآخر قومی اتحاد کے حوالے سے کی جانے والی ساری تمنائیں خاک میں مل گئی تھیں۔

تاہم ہمارے لئے یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ ہماری سیاسی اور انقلابی میدان میں اگر چہ

ہمارے لیڈروں کے اختلافات، افتراق اور باہمی رسہ کشی اور مخاصمت کی باتیں بہت مشہور ہیں، لیکن ان باتوں کے ساتھ ساتھ ایک قومی اتحاد کے لئے ماضی میں ہمارے لیڈروں اور رہنماؤں نے بڑی بڑی کوششیں بھی کی تھیں، تاکہ قومی سطح پر اشتراک عمل کے لئے راہ ہموار ہو سکے، اس سلسلے میں ابھی جو عرض کی گئی کہ ۱۹۹۸ء میں قومی سطح کی دو متحرک جماعات کو کالعدم کر کے ارکان روہنگیا نیشنال آرگنائزیشن کی تاسیس کی گئی تھی، مگر تجربہ نے ثابت کر دیا کہ ہمارے ایسے حالات میں تنظیموں کو کالعدم کر کے انضمام کی شکل میں ایک ہی جماعت میں لے آنا کوئی خوش آئند بات نہیں رہی، ویسے ۱۹۹۸ء کے بعد ایک طویل عرصہ تک شاید ارکان روہنگیا نیشنال آرگنائزیشن والے تلخ تجربات کی وجہ سے قومی سطح پر کام کرنے والی دونوں جماعات یعنی روہنگیا سالیڈریٹی آرگنائزیشن برائے حقوق (RSOR) اور ارکان روہنگیا نیشنال آرگنائزیشن (ARNO) کے مابین ایک متحدہ پلیٹ فارم کی بات سرد خانے کی شکار ہو گئی تھی، لیکن ۲۰۰۶ء میں ان دونوں جماعات کے لیڈروں جن کے روح رواں محترم نورالاسلام صاحب اور محترم مولانا شیخ سلیم اللہ صاحب ہیں کی مسلسل جدو جہد اور مسٹر ہانگ اونگ شوے (ڈائرکٹر یورو برما آفس) کے تعاون سے قومی سطح کے ایک پلیٹ فارم کی تاسیس کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی تھی، اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے ان تھک اور مسلسل جدو جہد بھی کی گئی، مگر ایسے حالات میں ان دونوں تنظیموں کے مابین اس متصورہ یا مجوزہ متحدہ پلیٹ فارم کے حوالے سے رائے کا ایک اختلاف سامنے آیا تھا، جس کا اجمال کچھ ایسا ہے کہ:

(۱) ارکان روہنگیا نیشنال آرگنائزیشن اور اس کے رہنما مسٹر نورالاسلام صاحب کی ہمیشہ کی طرح چاہت یہی تھی کہ تمام تنظیموں کو کالعدم کر کے انضمام کی شکل میں قومی سطح کی ایک ہی متحدہ جماعت کی تشکیل کی جائے، انہوں اپنی رائے کی حمایت میں کچھ دلائل بھی پیش کی تھیں، جن میں سے ایک یہی ہے کہ: ''افرادی اعتبار سے ہماری قوت ویسی بھی بہت کم ہے، اگر ہم مختلف تنظیموں میں منقسم رہیں گے جس طرح ابھی ہیں، تو ہماری قوت اور بھی کم ہو جائے گی، اسی لئے ضروری ہے کہ پوری انضمامی شکل میں ہم ایک ہی پلیٹ فارم اور ایک ہی جماعت کے سائے تلے جمع ہو جائیں''

(۲) محترم شیخ سلیم اللہ صاحب رہنما ''روہنگیا سالیڈریٹی آرگنائزیشن برائے حقوق'' کا موقف

یہی تھا کہ ماضی کے طویل تجربات اور وقت کی نزاکت اور حالات کا تقاضا ہے کہ ہر ایک تنظیم اپنی اپنی جگہ متحرک رہتے ہوئے قومی سطح پر متحدہ طور پر کام کرنے کے لئے ایک متحدہ مجلس عمل یا رابطہ کمیٹی کی تشکیل کی جائے، اور دنیا میں آج کل ہماری اس نوعیت کے کام کو سرانجام دینے کے لئے ایک ہی تنظیم میں انضمام ہونے کے بجائے مجلس تنسیقی، یا متحدہ مجلس عمل یا رابطہ کمیٹی جیسے پلیٹ فارم کی مقبولیت نمایاں ہے، اور جو جمہوریت کا تقاضا بھی ہے، علاوہ ازین ماضی کے تلخ تجربات ہمارے سامنے ہیں کہ ایک تنظیم میں انضمام کی وجہ سے کتنی پریشانیاں لاحق ہو گئی تھیں، اور تو اور تنسیقی پلیٹ فارم کے بجائے پورے انضمام کی وجہ سے باہمی رسہ کشی اور اختلاف مٹنے کی جگہ افتراق سے بڑھ کر مخاصمت تک کا دور شروع ہو گیا تھا، اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ ہم انضمامی شکل کو ہمیشہ کے لئے مسترد کرتے ہیں، بلکہ مطلب یہی ہے کہ ایک مجلس عمل میں کام کرتے کرتے اللہ کرے تو ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ ہم پورے طور پر انضمام کے مستعد اور لائق ہو جائیں گے، ویسے حالات کے پیدا ہونے یا کرنے سے پہلے انضمام کی کوشش مفید ہونے کے بجائے مضر ہونا یقینی ہے۔

☆☆☆

لیڈروں یا جماعتوں
کے مابین اشتراک عمل کے لئے مفاہمت

محترم شیخ سلیم اللہ اور مسٹر نورالاسلام صاحبان کے مابین ان مذکورہ موقف و رائے کے حوالے سے بہت ساری باتیں ہوئیں، اور دونوں نے خاص طور پر ۲۰۰۶ء کے دوران مختلف طول طویل ملاقاتیں بھی کیں، مگر رائے کا یہ اختلاف اپنی جگہ برقرار رہ گیا تھا، لیکن ان دونوں رہنماؤں کے مابین مفاہمت کے لئے مسٹر ہانگ اونگ شوے نے بڑی کامیاب کوشش کی تھی، اس سلسلے میں انگنت رابطے اور مراسلے کے علاوہ خود مسٹر ہانگ اور محترم نورالاسلام صاحب نے سعودی عرب کے مختلف دورے بھی کئے، چنانچہ اس سلسلہ کا ایک دورہ ۲۰۰۷ء میں بھی کیا تھا، اور منظمۃ التعاون

الاسلامی (OIC) کے صدر دفتر جدہ میں ان دونوں نے شیخ سلیم اللہ صاحب بشمول مسٹر طلال داؤس (ڈائرکٹر برائے مسلم اقلیات اوآئی سی) سے تفصیلی گفتگو کی، اور یہاں ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ شیخ سلیم صاحب کے اس مذکورہ موقف کی طرح مسٹر ہانگ کی رائے بھی انضمام کے بجائے مجلس تنسیقی کی طرف تھی، بہرحال بالآخر مفاہمت ہوگئی تھی کہ انضمام کے بجائے ایک مجلس عمل یا رابطہ کمیٹی کی تشکیل دی جائے گی، اور منظمۃ التعاون الاسلامی کی طرف سے مسٹر ہانگ کو اسے عملی جامہ پہنانے کی ذمے داری بھی سونپی گئی تھی۔ اور اگلی سطور میں معلوم ہوجائے گا کہ انہوں نے اپنی ذمے داری کس آن بان سے نباہی، اور ارکان روہنگیا یونین (ARU) کی شکل میں ایک متحدہ مجلس عمل یا مجلس تنسیقی کی تشکیل کیسی ہو پائی تھی۔

☆☆☆

۲۰۰۸ء میں لال خان بازار چاٹگام کا
دوروزہ اجلاس

ادھر پچھلی سطور میں عرض کی گئی ہے کہ ہماری قومی سطح کی دونوں متحرک تنظیمیں " روہنگیا سالیڈریٹی آرگنائزیشن برائے حقوق (RSOR) کے قائد شیخ سلیم اللہ اور ارکان روہنگیا نیشنال آرگنائزیشن (ARNO) کے لیڈر مسٹر نورالاسلام بشمول مسٹر ہانگ اونگ شوے اور مسٹر طلال داؤس کے مابین اتفاق رائے ہوا تھا کہ روہنگیا مسلمانوں کے مفاد کے حوالے سے ایک متحدہ مجلس عمل یا رابطہ کمیٹی کی تشکیل عمل میں لائی جائے گی، اور جسے عملاً وجود میں لانے کے لئے بڑی تیزی سے کوشش شروع بھی ہوچکی تھی۔

ادھر ۲۰۰۸ء کے دوران بنگلا دیش میں ایک نگران حکومت قائم ہوچکی تھی، جس کے سربراہ اگرچہ بظاہر ڈاکٹر فخر الدین صاحب تھے، مگر عملاً اس کے روح رواں جنرال معین الدین احمد صاحب سمجھے جاتے تھے، اسی زمانے میں ہمارے لائق صد احترام ہستی پروفیسر محمد حبیب اللہ

صاحب مرحوم بھی روہنگیا مظلوم مسلمانوں کے حوالے سے مزید متحرک ہوگئے تھے، جن کی مسلسل کوششوں کے نتیجے میں بنگلا دیش کے متعلقہ اعلیٰ فوجی حکام جن سے ہمارے بعض لیڈروں کے علاوہ بعد میں مسٹر ہانگ نے بھی ملاقات کی تھی اور جن سے بھی ایک مجلس عمل یا رابطہ کمیٹی کی تشکیل کی بات طے پا گئی تھی، ان فوجی حکاموں نے یہ عندیہ دیا تھا کہ بنگلا دیشی حکومت روہنگیا مسلمانوں کے مسائل کے پائدار حل کے لئے بھرپور تعاون کرے گی، چونکہ پروفیسر صاحب حضرت جعفر حبیب مرحوم کے زمانے سے ہمارے حامی وناصر ہونے کے ساتھ ساتھ ارکان روہنگیا نیشنال آرگنائزیشن کے بانیوں میں شمار تھے، یوں انہوں نے تنظیموں کے اعلیٰ عہدیداروں سے رابطہ کیا، حتی کہ بات یہاں تک پہنچی اور طے پائی تھی کہ بنگلا دیشی حکومت کی زیر نگرانی اور مسٹر ہانگ جو یوروبرما آفس کے ڈائرکٹر بھی ہیں اور منظمۃ التعاون الاسلامی کی طرف سے ان پر ذمے داری بھی سونپی گئی ہے کی زیر صدارت روہنگیا قوم کی متحرک جماعات سمیت دیگر قومی لیڈروں پر مشتمل ایک قومی لیول کا اجلاس منعقد ہوگا، بالآخر یہ قومی اجلاس چاٹگام کے معروف مقام لال خان بازار میں ۲۰۰۸ء میں منعقد ہوا تھا، اور مسٹر ہانگ نے اپنی ذمے داری بھی بخوبی نباہی تھی، اور انہوں نے جان توڑ کوشش کی تھی کہ ایک متحدہ مجلس عمل کی تشکیل ہوجائے، مگر ہونہ سکا، راقم سطور اس وقت سعودی عرب میں مقیم تھا، دعوت شرکت ملی تو سعودی عرب سے دیگر چند ساتھیوں سمیت حاضر ہوا تھا، اس اجلاس اور اس کی کارکردگی پھر اس کے نتیجے کے حوالے سے ضروری معلوم ہوتی ہے کہ یہاں اپنے کچھ ناقص خیالات کا برملا اظہار کردوں، تاکہ بات ریکارڈ پر بھی آجائے اور یہ بھی معلوم ہوجائے کہ اس قومی اجلاس کی ناکامی اور نامرادی کے اسباب اور وجوہات کیا ہیں:

(۱) ویسے جہاں تک دیکھا گیا تھا اس دوروزہ اجلاس میں بعض غیرضروری امور پر مناقشہ، بحث وگفتگو چھیڑی گئی تھی، جن ضروری امور پر دماغ خرچی کی ضرورت تھی اس کے بجائے غیر متعلق یا غیر اہم امور پر بھی قیمتی وقت ضائع کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی دکھ کی بات یہ تھی کہ:

(۲) اس بات سے ہمارے کون دانشمند ناواقف ہے کہ ہمارے دو معروف قومی رہنما محترم ڈاکٹر محمد یونس اور محترم نورالاسلام صاحبان کے درمیان روایتی منافرت، ذاتی وسیاسی رسہ کشی اور عدم اعتماد

کی فضاء ہمیشہ چھائی رہتی ہے،چونکہ دونوں اس وقت بھی اور اب بھی ہماری قومی سیاست میں دو اہم ستارے جیسے ہیں،اور دونوں کے اگرچہ محدود حلقوں تک کیوں نہ ہو اثر ورسوخ بھی ضرور موجود ہے، تو ایسے حالات میں اس کنونشن سے پہلے،مطلوبہ ہدف کے پیش نظر ان کے مابین اعتماد کی بحالی کی کوشش ضرور ہونی چاہئے تھی،ظاہر ہے کہ ایسی کوشش نہیں ہوئی تھی،آخر کار واقعہ یہی ہوا تھا کہ ان دونوں کی رسہ کشی اور باہمی کشمکش کی وجہ سے یہ اجلاس اپنے مطلوبہ ہدف کو نہ پہنچ پایا تھا۔

☆☆☆

۲۰۱۱ء میں (OIC) کے صدر دفتر جدہ میں تاریخی اجلاس

مذکورہ چاٹگام اجلاس کے بعد بھی مسٹر ہانگ اور محترم نور الاسلام اور شیخ سلیم اللہ صاحب اطمینان سے بیٹھے ہوئے نہ تھے،ادھر بنگلادیش میں عارضی حکومت کے اختتام پر شیخ حسینہ واجد کی عوامی حکومت برسر اقتدار آگئی تو بنگلادیشی حکومت سے روہنگیا مسلمانوں کی وہ ساری توقعات جو عارضی حکومت کے دوران کی گئی تھیں، خاک میں مل گئیں،اب مسٹر ہانگ اور نور الاسلام صاحب نے منظمۃ التعاون الاسلامی (OIC) سے دوبارہ رابطہ شروع کیا، یوں ان دونوں اور شیخ سلیم اللہ صاحب کی کوششوں اور دیگر قومی شخصیات کے تعاون سے ۲۰۱۱ء میں او آئی سی کے صدر دفتر جدۃ میں مسٹر ہانگ کی زیر صدارت ایک اہم قومی اجلاس منعقد ہوا،جس میں روہنگیا مسلمانوں کی چند نمایاں شخصیات کے علاوہ پچیس متحرک اور غیر متحرک جماعتوں نے حصہ لیا،یہاں کئے گئے دوروزہ اجلاس کے نتیجے میں مجلس تنسیقی کے بطور ارکان روہنگیا یونین (ARU) کی بنیاد پڑی،اور محترم ڈاکٹر وقار الدین بن ماسٹر مسیح الدین صاحب مقیم حال ولایات متحدہ امریکہ ڈائرکٹر جنرل (DG) مقرر ہوئے۔یاد رہے کہ روہنگیا مسلمانوں کی سیاسی تاریخ میں اس جلسے کو اپنی نوعیت کا سب سے بڑا قومی جلسہ سمجھا گیا تھا،اس سے پہلے راقم سطور کے ناقص علم کے مطابق ایک بین الاقوامی ادارہ کے صدر دفتر میں روہنگیا مسلمانوں کا اور کوئی اس جیسا جلسہ منعقد نہیں ہو پایا تھا،جس میں سعودی عرب میں مقیم روہنگیا برادری کی قیادت کے علاوہ پوری دنیا سے جہاں جہاں روہنگیا قوم کی دل جلی قیادت

پائی جاتی ہے نمائندگی کی زحمت گوارہ کی،اسی لئے ایک طرف منظمۃ التعاون الاسلامی کے صدر دفتر اور دوسری طرف روہنگیا مسلمانوں کے بعض اہم لیڈروں کی موجودگی اور حاضری نے اس اجلاس کی اہمیت میں چار چاند لگا دیئے تھے،بہرحال اجلاس کا اختتام ہوا،جس کے متعلق بعض باخبر حلقوں سے مثبت اور منفی تأثرات سامنے آئے،اور وقت نے ثابت بھی کیا ہے کہ ان مبصرین اور باخبر حلقوں کے تبصرے اور تأثرات میں کتنے دم تھے۔

۲۰۱۱ء کے کنونشن میں شریک جماعتیں:

ND	ORGN	COUNTRY	MAME
1	ARNO	UK	NURUL ISLAM
2	RWF	KSA	IBRAHIMABDUSSATAR
3	KPN	BANGLADESH	FAYAZ AHMED
4	ARDO	KSA	RASHIDUL HAQUE
5	FWF	TURKEY	MD.AYUB HAN
6	RIWA	PAKISTAN	SHABBIR AHMED
7	BRCA	AUSTRALI	SHAMSUL ISLAM
8	RSO	BANGLADESH	DR. MD. YUNUS
9	BRAUAE	UAE	DR. MD. ALI
10	BROG	GERMANY	MD. IBRAHIM
11	CRCS	BANGLADESH	NURUL ISLAM
12	ORS	USA	RAZAUDDIN
13	RUC	KSA	MV.ABDUL HAFIZ
14	BRAJ	JAPAN	ZAW MIN HTUT
15	RCN	NORWAY	SAYED HUSSAIN
16	BROUK	UK	MAUNG TUN KHIN
17	RSOR	KSA	USTAD SALIM ULLAH

18	BRANA	USA	DR. WAQAR UDDIN
19	ANC	KSA	IMUM AHMED
20	RMWA	KSA	MD. SALIM
21	ITM	BANGLADESH	MD. RAFIQUE
22	RLDB	AUSTRALIA	MD. HAROON
23	RNP	KSA	DR. BASHIR AHMED
24	AHS	BANGLADESH	A.R.M. ENAMULLAH
25	RSM	MALAYSIA	ABDUL HAMID

۲۰۱۱ء کے کنونشن نے دس اراکین پر مشتمل ایک ٹیکنیکل کونسل کی تشکیل دی جو درج ذیل ہے:

تعداد	اسمائے گرامی	برائے
۱	جناب ابوالفیض جیلانی	بنگلا دیش
۲	جناب امام حسین	سعودی عرب
۳	جناب محمد کلیم	بنگلا دیش
۴	جناب ڈاکٹر محمد یونس	بنگلا دیش
۵	جناب نورالاسلام	لندن
۶	جناب استاذ سلیم اللہ	سعودی عرب
۷	جناب ریاض الدین	امریکہ
۸	جناب سعید حسین	ناروے
۹	جناب زومین ٹونگ (مگھی نام)	جاپان
۱۰	جناب ڈاکٹر محمد ایوب خان	ترکی

اے آر یو کے اس تاریخی اجلاس کے حوالے سے
بعض حلقوں کے تأثرات اور تبصرے

(۱) یہ بات ایک امر مسلم ہے کہ ہماری اس نوعیت کے امور کو سرانجام دینے اور اسے کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لئے ایک متعین ہدف کی تہ بتہ طریقۂ کار اور حکمت وعملی کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہوتی ہے،اس جدید دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری اس نوعیت کے امور کو سرانجام دینے کے لئے کیسی کیسی ذی استعداد شخصیات یا دوسرے الفاظ میں تکنیکی ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے، جو کام کے ہر ایک پہلو سے آگاہ ہوں، اور خود کام اور آئے دن کام کرنے والوں کی نفسیات سے بھی آشنا ہوں، اور یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اس نوعیت کے کام کو سرانجام دینے کے لئے اور کچھ نہ ہو تو جذباتیت سے پرہیز اور حقیقت پسندی پر مبنی فکر وعمل کے ساتھ پیش بندی کی از حد ضرورت ہوتی ہے، نری خوش فہمی اور کورے جذبات سے کام انجام نہیں دیا جاتا نہ دیا جاسکتا ہے، اور وقت کی نزاکت اور حالات کے نشیب وفراز کو سامنے رکھ کر سر کھپانا ہوتا ہے، اور ساتھ ساتھ کام کی متعلقہ مہارت کو بروئے کار لانا پڑتا ہے، فرض کرلیجئے کہ ہمارا ہدف متعین تھا، یعنی قومی یک جہتی اور ہم آہنگی، مگر کام کی مہارت نہ ہونے کی وجہ سے حکمت عملی اور طریقۂ کار غلط، تو ایسے حالات میں کیا ہوگا؟ یہی ہوگا نا، قافلہ منزل کی جانب قدم بڑھانے کے بجائے الٹی جانب رواں دواں ہوگا، الامان والحفیظ۔

(۲) مسٹر ہا نگ اونگ شوے تو ظاہر ہے کہ برمی سیاسیات کے حوالے سے ان کی شخصیت کم سے کم آپوزیشن کے گروپ میں اہم اور نمایاں مقام رکھتی ہے، انہی روہنگیا مسلمانوں کے مسائل کے پائدار حل کے لئے بظاہر کوشاں اور سرگرداں بھی نظر آتے ہیں، اس حوالے سے ہم ان کی جمیع مساعی اور کوششوں کو سراہتے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، البتہ وہ روہنگیا مسلمانوں کے لئے کس حد تک مخلص ہیں اس پر دل کھول کر گفتگو کرنے کے لئے وقت کی ضرورت ہوگی، ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے ہمارے مسائل کے حوالے سے ان کی کوششوں اور کارکردگیوں پر نکتہ چینی ضرور کی جاسکتی ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ نکتہ چینی برائے نکتہ چینی نہیں بلکہ نکتہ چینی برے ہمارے قومی مفاد یا قومی

اصلاح ضرور کی جانی چاہئے، تاکہ آئے دن کام کرنے والوں کے سامنے کام کے مثبت اور منفی پہلو کھل کر سامنے آجائے، اور جنھوں نے اس راہ میں کوششیں کیں وہ بھی سمجھ سکیں کہ ان کے کام میں مثبت پہلو کیا تھے اور منفی پہلو کیا۔

(۳) ماضی کے تجربات سے یہ بات یقینی حد تک ثابت ہوچکی ہے کہ مسٹر ہانگ جو بھی ہوں وہ تو ظاہر ہیں، مگر ہماری نفسیات کے نشیب وفراز، اور ہماری ذہنی اتار چڑھاو، خاص طور پر ہمارے نمایاں لیڈروں کی افتادطبع سے پوری طرح شاید آشنا ہیں، چونکہ ان کی زندگی ہمارے مابین نہیں گزری، تو ان سے کیا شکایت، آخر انہیں کیا معلوم کہ ہمارے جمع و خرچ، بننے بگڑنے میں ڈاکٹر محمد یونس اور محترم نورالاسلام صاحبان جیسوں کی افتادطبع اور نفسیات کے کیا کیا کردار تھے اور ہو سکتے ہیں۔

(۴) اوآئی سی والے پہلے کنونشن میں پچیس جماعتوں کی شرکت کا جہاں تک تعلق ہے، اگر چہ ان میں سے چند جماعتوں کو باضابطہ طور پر دعوت شرکت دی گئی تھی، مگر ان کی اکثریت نہ ہوتو ان میں سے چند ایسی بھی تھیں، جن کی شرکت بن بلائے مہمانوں سے کسی درجہ کم نہ تھی، نہ یہاں جماعتوں کی شرکت کے لئے کوئی اصول قائم کیا گیا تھا اور نہ شخصیات کی شرکت کے لئے کوئی معیار۔

(۵) اس سلسلے میں بعض حلقوں سے اور ایک تبصرہ ایسا بھی سننے میں آیا کہ یہاں نمائندگی کا حق جن چند جماعتوں کو ملا، یہ بھی ایک سخت ناعاقبت اندیشانہ فکروعمل کا نتیجہ تھا، وہ اس لئے کہ یہاں جو پچیس پارٹیوں نے شرکت کی تھی، سوال آتا ہے کہ آیا اس وقت ان پارٹیوں کے علاوہ بھی روہنگیا مسلمانوں کے مفاد کی خاطر کام کرنے والی اور بھی جماعات تھیں؟ ظاہر ہے کہ جواب مثبت میں ہے، ہمارے زمینی حقائق سے کون دل جلے ناواقف، میدان میں متحرک کام کرنے والی ہماری دوتین جماعتوں کی بظاہر ناکامی کے بعد روہنگیا برادری میں آئے دن جماعتوں کے بننے بگڑنے کا جو سلسلہ جس آن بان سے شروع ہو چکا تھا، اس سے کوئی بھی صاحب نظر ناواقف نہیں، ایسی جماعتیں سعودی عرب میں بھی تھیں اور دیگر مقامات میں بھی، اگر مذکورہ کنونشن میں ساری جماعتوں کی شرکت کو لازمی ٹھہرایا گیا تو ان کے علاوہ دیگران

جماعتوں کو کیوں نظر انداز کیا گیا تھا، جو ہمارے ناقص علم کے مطابق منتظر دعوت تھیں؟

(۶) اس پہلے والے کنونشن کے اختتام پر بعض حلقوں کے یہ تأثرات بھی سامنے آئے کہ اس کنونشن کی وجہ سے ہمارے بعض لوگوں کے تکبر ونخوت اور بعض جماعتوں کے گھمنڈ اور اتراوپن کا توڑ ہوا ہے، جس کا اجمال کچھ یوں ہے کہ ماضی میں ہمارے چند لیڈروں کے تکبر اتنے بڑھ گئے تھے، کہ وہ سمجھ رہے تھے کہ ہم جیسے قائد ورہنما اس قوم میں اور نہیں ہے، کرسیٔ صدارت بس اس کے لئے مخصوص ہے، اسی طرح بعض جماعتوں کے گھمنڈ اس حد تک بڑھ گئے تھے کہ قومی سطح پر ان جیسی جماعت اور دوسری نہیں ہے، اب اس کنونشن اور اس کے نتیجے نے ان تمام متکبروں اور گھمنڈیوں کی کمر توڑ دی، اور سارے لیڈروں کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کردیا گیا اور ساری جماعتیں ایک ہی لیول پر آگئیں، میرے ناقص خیال میں اگر ان گھمنڈیوں اور متکبروں کو اس بات کا پہلا اندازہ ہوتا، تو شاید یہ کنونشن ہو بھی پاتا، مگر ہوا بالآخر وہی جس کا اندازہ انہیں پہلے نہیں تھا، اسی اعتبار سے یہ کنونشن خوش آیند رہا، تاہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ کنونشن ان کے تکبر اور گھمنڈ توڑنے کے لئے تھا، یا ایک عظیم قومی مقصد کے حصول کے لئے؟

(۷) جس غلط دھارے پر یہ کنونشن منعقد کیا گیا تھا، اس پر بعض حلقوں کی جانب سے جونہی نکتہ چینیاں اور تنقیدیں سامنے آئیں تو اے اریو میں شامل چند افراد نے یوں جواب دینے کی کوشش کی کہ:

”یہ کنونشن منظمۃ التعاون الاسلامی کی زیر سائے اور اس کی نگرانی میں منعقد کیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ منظمۃ التعاون نہ صرف ایک بین الاقوامی ادارہ ہے بلکہ عالم اسلامی کے حوالے سے اب تک اس سے بڑی تنظیم بنی ہی نہیں، اس ادارے میں کتنے ماہرین موجود ہیں، بخلاف اس کے ہمارے درمیان ایسے ماہرین ہیں کہاں، جو ایک سسٹم کی تخلیق کرے اور اس پر کام چلائے، یوں یہاں جو کچھ کیا گیا وہ منظمۃ التعاون کے دیئے ہوئے سسٹم پر تھا، ویسے صحت وسقم کے ذمے دار نہ مسٹر ہانگ ہیں اور نہ ان جیسے دیگر معماران ومشارکین، سسٹم کے حوالے سے تنقید کی گنجائش ہے تو براہ راست منظمۃ التعاون کے دیئے ہوئے سسٹم پر کی جاسکتی ہے، نہ کہ معماران اے اریو پر۔“

(۸)　بہر حال اس پہلے والے کنونشن کے ہونے والے انتخابات کے نتیجے میں ڈاکٹر وقارالدین صاحب ڈائرکٹر جنرال منتخب ہوئے، اس انتخابات کے بعد بعض مبصرین کی یہ بات سامنے آئی تھی کہ اس عظیم قومی منصب کے لئے ایک کہنہ مشق سیاست دان کا ہونا ضروری تھا، باوجودیکہ ڈاکٹر صاحب ایک دانشور اور امریکہ کی ایک معروف یونیورسیٹی کے پروفیسر، اور شکل وصورت کے اعتبار سے بڑے باوقار ہستی ہیں، مگر ان تمام صفات کے ہوتے ہوئے بھی شک کی گنجائش تھی کہ موصوف ایک کہنہ مشق سیاست دان ہیں کہ نہیں، اور ان کو روہنگیا مسلمانوں کے سیاسی میدان میں خاطر خواہ تجربہ کہاں تک تھا؟، بلکہ بعض لوگوں اور حلقوں کے مطابق ہمارے سیاسی میدان میں خاطر خواہ تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے میدان عمل وتطبیق میں ان کے پاؤں کے پسل جانے کا شدید امکان تھا ۔انہوں نے شروع شروع میں کچھ اس طرح کے اقدامات بھی کئے، جن پر بعد میں ان کو ندامت اور شرمندگی بھی اٹھانی پڑی تھی، اور چند ایسے اقدامات جن کی صحت پر آپ مصر تھے، آج بظاہر اندازہ کیا جارہا ہے کہ ان پر وہ نظر ثانی کی شدید ضرورت محسوس کررہے ہیں، اللہ کرے کہ ہمارا اندازہ صحت پر مبنی ہو۔ یہاں یاد رہے کہ ڈی جی صاحب کی ندامت ان کی بلند بالا شخصیت یا ان کی ذات تک محدود نہیں رہی اور نہیں رہے گی، بلکہ ان کی ذات سے بھی آگے روہنگیا قوم کی سنہری تقدیر اور روشن مستقبل پر جا منتج ہوگی، مگر ہمیں اللہ تعالی کی ذات پر پورا بھروسہ ہے وہ ہمیں نامراد اور ناکام نہیں کرے گا، اور دعا بھی ہے کہ وہ ہماری اس باوقار شخصیت کو سنبھلنے کا موقع دے، یوں بھی ہمارے اس قحط الرجال کے عالم میں ہمارے لئے ایک ڈاکٹر وقارالدین بہت کچھ ہیں، ان کے پاؤں کا مزید متزلزل ہوجانا ہماری قومی زندگی کے لئے ایک حادثہ سے بڑھ کر قیامت صغری ہونے کا اندیشہ ہے، اللہ تعالی انہیں صحیح راستے پر اور صحیح سمت قدم اٹھانے کی توفیق سے نوازے، آمین۔

(۹)　اس پہلے والے کنونشن کے کچھ دنوں بعد بعض مبصرین نے یہ احساس بھی کیا تھا، ڈاکٹر وقارالدین صاحب کے کچھ ناعاقبت اندیشانہ اقدامات ان کے ان نکتہ چینوں جو اس کنونشن میں شریک تھے کے ردعمل کے بطور سامنے آئے تھے، واقعہ یہ ہے کہ ابھی ڈاکٹر صاحب قدم سنبھالنے بھی نہیں پائے، ان کے سر پر ان مخالفین اور نکتہ چینوں نے اندھا دھند مخالفت کا طوفان لاکھڑا کردیا

تھا، حقیقت جہاں تک سامنے آئی کہ ان مخالفوں نے ان سے مخالفت کے لئے اس دن کمر باندھ لی، جبھی آپ ڈی جی منتخب ہوے تھے، ان مخالفین کے خیال میں یہ بات کہیں سے جاگزین ہوگئی تھی، کہ ڈاکٹر وقارالدین دراصل ڈاکٹر محمد یونس صاحب کے طرف دار ہیں، مخالف لیڈروں کے آگے روڑے اٹکانے یا دوسرے الفاظ میں مخالف لیڈروں کو اے ار یو کی کرسئ اقتدار سے محروم کرنے کے لئے ڈاکٹر وقار صاحب کو ایک سنگ گراں کے بطور سامنے لایا گیا ہے، ایسے حالات میں اے ار یو مجلس تنسیقی کی شکل میں قوم کا ایک متحدہ پلیٹ فارم ہونے کے بجائے باہمی رسہ کشی اور سیاسی انداز میں ذاتی دشمنی اور عداوت کا ایک دنگل بن گئی، وہیں سے باہمی کشمکش، عمل اور ردعمل کا اور ایک سلسلہ زور شور سے شروع ہوگیا تھا، جو آج تک چل چلایا جارہا ہے۔

یہاں یہ ساری باتیں ریکارڈ کے طور پر زیر قرطاس لانے کا مقصد ومطلب یہ ہے کہ اگلی نسل ہمارے اس قسم کے کردار سے اچھی طرح سبق سیکھے، کاش ارکان روہنگیا یونین میں شروع ہی سے ہمارے لیڈروں کے مابین ہم آہنگی ہوئی ہوتی، شکوک وشبہات کے دروازے ہمارے سامنے کھلے نہ گئے ہوتے، یا دوسرے الفاظ میں ان کے درمیان اعتماد اور باہمی تعاون کا ہاتھ بڑھایا گیا ہوتا، تو مفاد پرستوں، خود غرضوں اور سازش کاروں کے سامنے سارے چور دروازے بند پڑے ہوتے، یوں اے ار یو کے حوالے سے ہماری قومی زندگی میں آج جو افراتفری، مثبت کام کے بجائے منفی کردار سامنے آرہے ہیں، اس کا امکان ہی شاید ہوتا، جس کے ذمے دار صرف ڈاکٹر وقار صاحب نہیں بلکہ مخالف لیڈران بھی ہیں، مطلب یہ ہے کہ کردار کے حوالے سے اگر ڈاکٹر وقار صاحب کی کارکردگیاں محل نظر اور غیر متوازن ہیں، تو ٹھیک اسی انداز میں ان کے معارضین کی حرکتیں بھی جادۂ اعتدال سے ہٹی ہوئیں، خاکم بدہن اور گستاخی معاف!!

☆☆☆

۲۰۱۳ء میں ارکان روہنگیا یونین کا دوسرا کنونشن
او آئی سی کے صدر دفتر جدہ میں

ارکان روہنگیا یونین کی بنیاد پڑی تو الزام تراشی، افراتفری عمل اور ردعمل، حملے اور جوابی حملوں کے مابین دوسالوں سے زیادہ عرصے گزر جانے کے بعد یہ نکتہ چینی شروع ہوگئی تھی کہ:

”اے ار یو جن شرائط پر تأسیس کی گئی تھی، وہ یا تو پوری نہیں ہوئیں یا دانستہ طور پر پوری نہیں کی گئیں، اور تأسیس کے فورا بعد قصیر المدتی اور طویل المدتی جن جن پروگراموں پر ہاتھ دینے اور اقدامات کرنے تھے، وہ نہیں کئے گئے، اس حوالے سے ڈاکٹر وقارالدین صاحب کو بڑا ملزم ٹھہرایا گیا، حتی کہ یہاں تک کہا گیا کہ ڈاکٹر صاحب دانستہ طور پر ان پروگراموں پر ہاتھ دینا نہیں چاہتے ہیں“۔

اے ار یو کی تأسیس کے تقریبا چوبیس مہینے گزر جانے کے بعد محترم نورالاسلام صاحب نے سعودی عرب کا دورہ کیا، جس کا مقصد یہ بتایا گیا کہ ان کا یہ دورہ صرف اور صرف اے ار یو کو فعال اور متحرک کرنے کے حوالے سے تھا، انہوں نے اس دورے کے دوران خاص طور پر سعودی عرب میں پائی جانے والی ان جماعتوں کے اعلی کارکنوں سے ملاقاتیں کیں، جو اے ار یو کے کنونشن میں حاضر ہوے تھے، جن سے کہا گیا تھا کہ:

”اے ار یو کی تأسیس ہوئی دوسالوں سے زیادہ عرصے گزر گئے، ایک طرف اے ار یو جن شرائط کی بنیاد پر تأسیس کی گئی تھی، وہ پوری نہیں ہوئیں، تو دوسری طرف قومی مسائل کے حل کے لئے جن جن پروگراموں پر اقدامات کئے جانے تھے، وہ نہیں کئے گئے، اب ہمیں اے ار یو کو فعال اور متحرک بنانا ہے، اس لئے اور ایک کنونشن کا انعقاد بہت ضروری ہے، چونکہ اے ار یو ہم سب نے مل کر بنائی، ابھی اسے فعال بنانا بھی ہمارا کام ہے، اس حوالے سے جہاں تک ڈاکٹر وقار صاحب کا تعلق ہے، وہ لیت ولعل کے شکار ہیں، میرے خیال میں وہ دانستہ

طور پر بعض وہ کام نہیں کر رہے، جو ان کو کرنا ضروری اور لازمی ہیں، اسی لئے ہم چاہتے ہیں کہ اور ایک کنونشن بلایا جائے، اگر ڈاکٹر صاحب بلاتے ہیں تو ہم جہاں کہیں بھی ہوں، حاضر ہوں گے، اگر وہ نہیں بلائیں گے تو ہم بلائیں گے“۔

محترم نورالاسلام صاحب نے اس دورے کے دوران بعض مجالس میں ڈی جی صاحب کی چند دیگر کارکردگیوں کو ناعاقبت اندیشانہ بھی قرار دیا، اور باور کرایا کہ ان کے بعض اقدامات وحرکات قومی مفاد کی سراسر منافی ہیں۔

محترم نورالاسلام صاحب اس دورے کے اختتام پر لندن چلے گئے، اس کے چند دن بعد، غالبا چار پانچ دن سے زیادہ نہیں، کہ ڈاکٹر وقار صاحب سعودی عرب پہنچ گئے، یہاں پہنچتے ہی انہوں نے ایک دوسرے کنونشن کے انعقاد کے لئے کوششیں تیز کردیں، بالآخر ۲۰۱۳ء میں ڈاکٹر وقار صاحب دوسرے کنونشن کے انعقاد کرنے میں کامیاب ہوگئے، جس کے حوالے سے کچھ گزارشات حاضر خدمت ہیں:

(۱) اس دوسرے کنونشن کے انعقاد اور اس کے بعد ڈی جی صاحب کی بعض ناعاقبت اندیشانہ حرکتوں اور کارکردگیوں کے نتیجے میں روہنگیا مسلمانوں کے قومی اتحاد اور اعتماد کے حوالے سے ہمارے بااثر حلقوں میں بڑی بے چینی و بے اطمینانی چھا گئی تھی، حتی کہ ڈاکٹر وقار صاحب کی شخصیت کو ان حلقوں میں اخلاص اور خودغرضی کے پس منظر میں مطالعہ کیا جارہا تھا، اس سلسلے میں ان پر مسلسل یہ الزام لگا جارہا تھا کہ انہوں نے دانستہ طور پر ان چند جماعتوں کو شرکت کی دعوت نہیں دی، جو پہلے والے کنونشن میں حاضر تھیں، صرف یہی نہیں بلکہ اس تنظیم کے چند روح رواں اور مؤسسین اور قومی سطح پر ناقابل فراموش رہنماؤں کو بھی دانستہ طور پر نظر انداز کیا گیا تھا، ویسے ڈاکٹر صاحب کی ایسی حرکات پر شدید بے چینی کے ساتھ ردعمل ہوا تھا، البتہ ڈاکٹر صاحب نے ان پر لگائے گئے یہ اور ان جیسے دیگر الزامات کی تردید کی، جس میں کہا گیا ہے کہ:

”ان حضرات کے سارے الزامات بے بنیاد ہیں، سچی بات تو یہی ہے کہ ان حضرات بشمول تنظیموں کو دعوت ضرور دی گئی، جنہیں جس طرح اور جس طریقے

سے بلایا جاتا تھا، ٹھیک اسی طرح بلایا جا چکا، مگر انہوں نے اپنی غیر حاضری کے لئے بہانہ ڈھونڈا، اور الزام میرے سر تھوپنے کو اپنی عافیت سمجھی، ان کی عدم شرکت کا میں ذمے دار نہیں ہوں، اس کے ذمے دار وہ خود ہیں، ان کی اس دشنام طرازی سے میرا کچھ بھی نہیں بگڑے گا، یہاں جنہوں نے شرکت کی ان سے مل کر کام کو آگے بڑھایا گیا اور جائے گا، اور بس''۔

(۲) اس مؤخر الذکر کنونشن میں ان پچیس تنظیموں میں سے چندوں کے علاوہ اور دیگروں نے رضا کارانہ طور پر ہو یا مجبورا، شرکت کی، مگر یہاں ایک المیہ یہی ہوا تھا کہ اس کنونشن کے انعقاد سے صرف اور صرف چند دن پہلے ڈاکٹر وقار صاحب نے درجنوں جماعات کی تخلیق کر ڈالی، روہنگیا مسلمانوں کی قومی تاریخ میں یہ پہلا ریکارڈ ہے، بلکہ عالمی اور انسانی تاریخ میں بھی کہ ایک انسان نے راتوں رات درجنوں پارٹیاں نو زائدہ مخلوقات کی شکل میں تخلیق کر ڈالیں، جس کا خمیازہ نہ صرف پوری قوم کو بلکہ خود ان کو بھی آج بھگتنا پڑ رہا ہے ۔

(۳) ڈاکٹر وقار الدین صاحب کے مذکورہ کار خیر کا راز بعض مبصرین نے یہی بتایا کہ ان کو دم آخر تک یہی اندیشہ لاحق تھا کہ کہیں معارضین اگلے دن ہونے والے کنونشن میں حاضر تو نہیں ہوں گے، پر مزید یہ خطرہ بھی تھا کہ معارضین کی حاضری پر ان پچیس تنظیموں میں سے اکثریت کے ووٹ ان کے خلاف ڈالے جائیں گے، اسی لئے انہی اپنے ووٹ بنک بڑھانے کی شدید ضرورت محسوس ہوئی، یوں انہوں نے راتوں رات درجنوں تنظیموں کی شکل میں اتنے نو مخلوقات کی تخلیق عمل میں لا کر اپنے ماتھے پر کلنگ کا ٹھیکہ لگا لیا تھا، جبکہ ان درجنوں نو زائدہ تنظیموں کے حوالے سے زمینی حقائق یہ تھے کہ:

(الف) نام نہاد تنظیموں کی شکل میں ان نو زائدہ مخلوقات میں سے اکثریت کا یہی حال تھا کہ اگر چہ کچھ کچھ تنظیموں کے پیچھے ایک دو افراد تھے، مگر ان کے پاس چند اوراق نو کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا، اور افسوس کا مقام ہے کہ بعض کے پاس صرف اور صرف نام کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا، ان میں سے بعض نام نہاد تنظیمیں ایسی بھی تھیں جن کی تخلیق عین کنونشن کے دوران ہوئی یا کی گئی تھی۔

(ب) لطف کی بات تھی کہ ان اکثر نو زائدہ تنظیموں کے قابل صد احترام صدور کو شاید اتنا

تک معلوم نہیں تھا کہ ان کی تنظیم کا نام کیا ہے، اگر معلوم تھا بھی مگر مطالب سے نا بلد، مگر ان کو بڑا ارمان تھا کہ کسی طرح اے ار یو کے اس کنونشن میں شرکت کے ذریعے لوگوں کے سامنے نمایاں ہو جائے، شاید ان کے خیالات میں یہ بات کہیں سے گھس آئی ہو، کہ اے ار یو کے ایک اجلاس میں شرکت سے قومی یا عالمی لیڈروں کے ریکارڈ بک میں ان کا نام چسپاں ہو جائے گا، کام کی تھوڑی ضرورت نہیں پڑے گی۔

(ج) حتی کہ بات یہاں تک سامنے آئی تھی کہ ایک ہی گھرانے کے چند افراد مختلف تنظیموں کے صدور ہیں، اور ہر ایک کے چہرۂ زیبا یا نا زیبا پر ایک ایک تنظیم کے عہدۂ صدارت کا تمغہ چسپاں تھا۔ پھر لطف کی بات تھی کہ انہوں نے شاید کہیں سے یہ سن رکھا تھا کہ لیڈر شپ بس پنٹ پتلون کا دوسرا نام ہے، اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ یہاں ان میں سے بعض کی کچھ عجیب وغریب حالت دیکھی گئی تھی، ارے وہ لوگ جنہوں نے پنٹ اور پتلوں کو صرف اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے بھی حرام قرار دے رکھا تھا، وہ یہاں کالے یا نیم کالے انگریز کی صورت وشکل میں بڑے اتراتے اور ناز کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے ۔

(د) افسوس اور شرم کی بات تھی کہ ہر ایک نو زائدہ تنظیم کے پاس کنونشن میں شرکت کے دعوت نامے، ہر ایک کے پاس اے ار یو کی طرف سے مصدقہ دستاویزات، یوں ہر ایک اپنے آپ کو قانونی تنظیم ہونے کی دعوے دار۔

(ھ) دستور کے حوالے سے کہا جائے تو ظاہر ہے کہ ارکان روہنگیا یونین ایک پر امن تنظیم یا فورم ہے، جس میں مسلح جدو جہد یا اس کی حمایت کی کوئی گنجائش نہیں تھی اور نہ آج بھی ہے، مگر اس میں شریک بعض منظمات جن کی تعداد کم نہیں تھی، اپنے آپ کو مسلح جہادی ہونے کی دعویدار تھیں اور ہیں، خدا جانے کہ ڈی جی صاحب کو کس بدحواسی نے آ دبو چا تھا کہ ان کو شریک بزم و جام کرتے وقت اتنا احساس تک نہ ہو پایا کہ ارکان روہنگیا یونین ان تنظیموں کے ایسے پروگرم اگر چہ دعوے کی حد تک برائے نام ہی کیوں نہ ہو متحمل نہیں ہو سکتی۔

(و) اور ایک بڑا المیہ یہ ظاہر ہوا کہ اس کنونشن میں جس چارٹر پر بحث ومناقشہ ہوا تھا، اس میں ایک

ایسا پروگرام سامنے لایا گیا، جو بڑا انوکھا تھا، جس کا نام گلوبل روہنگیا سنٹر (GRC) دیا کیا گیا، اس کو بظاہر یہ کہہ کر متعارف اور چارٹر میں شامل کیا گیا کہ یہ اے ار یو ہی کا ایک پروگرام ہے، جس کا شمار مذکورہ اکسٹھ تنظیموں میں نہیں ہے، مگر عملا ایسا نہیں ہوا، اگلے دن حقیقت ظاہر ہوگئی کہ گلوبل روہنگیا سنٹر ایک مستقل تنظیم ہے، بعد میں یہ تنظیم اے ار یو کی مساوی بلکہ متوازی ہوگئی، اے ار یو کے زیر اثر نہیں رہی بلکہ اس پر اثر انداز۔

۲۰۱۳ء کے کنونشن میں شامل ہونے والی پرانی اور نوزائدہ جماعتیں:

NO	ORG	FROM	NAME
1	BRCA	AUSTRALIA	MD. ANWAR
2	ITM	BANGLADESH	MD. AYUB
3	BRAUAE	UAE	TAHER JAMAL NADWI
4	FWF	TURKEY	DR. AYUB HAN
5	RSO	BANGLADESH	DR. MD. YUNUS
6	ANC	KSA	SHEK AHMED
7	ARDO	KSA	RASHIDULLAH
8	RNP	KSA	DR. BASHIR AHMED
9	RSOR	KSA	MV.SALIM ULLAH
10	BRAJ	JAPAN	HAROON RASHID
11	ORS	USA	REZA UDDIN
12	SAWC	BURMA	IBRAHIM
13	RLDB	AUSTRALIA	MD.HAROON
14	AHS	BANGLADESH	MV.ABUL FAYAZ KHALIL
15	RUC	KSA	MV.A.HAFIZ
16	RW	KSA	MV.IBRAHIM.A.SATTAR
17	RMWA	KSA	MONIR AHMED

18	RSA	BURMA	MD. KHAN
19	CEO	BURMA	MD.YUNUS
20	RHD	BURNA	DR.TAHIR MOHAMMED
21	MYBUR	BURMA	TAJUDDIN
22	RSL	BURMA	MUJBURRAHMAN
23	RSAR	BURMA	DEEN MOHAMMED
24	AMC	BURMA	NOOR MOHAMMED
25	RYF	KSA	MUSTAFA FARID
26	MLOB	BURMA	NOOR BASHAR
27	RUC	BURMA	ZAINAL ABDEEN
28	ROJD	BURMA	ABDUL BARI
29	RICA	KSA	DR.ILYAS
30	MRC	KSA	FAROQUE SHAH
31	ROEC	KSA	MD. KABIR AHMED
32	RUC	KSA	ABDUL HAFIZ
33	RHRO	BANGLADESH	MD.YUNUS ABADI
34	AWF	BANGLADESH	MD.WAIS JALAL
35	MKI	BANGLADESH	SALAMAT ULLAH
36	SCS	BANGLADESH	SHAFI ULLAH
37	JASC	BANGLADESH	NV. SALAHUL ISLAM
38	ARAB	BANGLADESH	IBRAHIM
39	RSO	BANGLADESH	ABDURRASHID
40	ITM	BANGLADESH	SHAMSHU
41	IRS	BANGLADESH	NOR KAMAL
42	RF	PAKISTAN	ZABIHULLAH QURESHI

43	FRLK	PAKISTAN	NOOR BASHAR
44	RPA	PAKISTAN	KEFAYAT ULLAH
45	RIWA	PAKISTAN	DR. RAFIQUE
46	BRANA	USA	DR. WAQAR UDDIN
47	RABCD	UAE	DR. MD. ALI
48	UWRO	MALAYSIA	GAYAS UDDIN
49	RSA.IIUM	MALAYSIA	HUSSIN AHMED
50	SRGC	SINGAPORE	MAUNG BA
51	RHRO	CHINA	HAJI. HUSSIN AHMED
52	RNOT	THAILAND	ANWAR MUNIR
53	BRCD	DENMARK	MUJIB AHMED
54	RCHR	SWIZERLAND	AZIZUL HOQUE
55	RCPD	LONDON	ABDULLAH JALAL
56	RCJD	NETHERLAND	MD. ILYAS
57	CBRO	CANADA	NOOR HUSSIN
58	FRC	GERMANI	IBRAHIM SHAH

☆☆☆

۲۰۱۳ کے کنونشن نے دوسال کی مدت کے لئے گیارہ اراکین پر مشتمل ایک ریجنل کونسل کی تشکیل دی، جو درج ذیل ہے:

تعداد	اسمائے گرامی	از تنظیم
۱	جناب محمد ہارون	RLDB

۲	جناب ڈاکٹر محمد رفیق	RIWA
۳	جناب ڈاکٹر محمد اقبال	RF
۴	جناب مولانا دین محمد ناجو	RSAR
۵	جناب محمد ابراہیم	SAWC
۶	جناب ڈاکٹر محمد علی	BRAUAE
۷	جناب مصطفی فرید	RYF
۸	جناب ڈاکٹر محمد ایوب	FWF
۹	جناب محمد انور	BRCA
۱۰	جناب ڈاکٹر محمد الیاس	RICA
۱۱	جناب رضاء الدین	ORS

اسی طرح مذکورہ ۲۰۱۳ء کے کنونشن نے چھ سال کی مدت کے لئے بارہ رکنی ایک اڈوائزری بورڈ کا بھی انتخاب کیا گیا تھا، جس کے اراکین درج ذیل ہیں:

تعداد	اسمائے گرامی
۱	محترم سفیر ڈاکٹر اکبر احمد
۲	محترم جناب طلال داؤس
۳	محترمہ دینا مدنی
۴	محترم ڈاکٹر حبیب صدیقی

۵	محترم ڈاکٹر احمد بغدادی
۶	محترم ڈاکٹر عبید بہار
۷	محترم ڈاکٹر جوسیف گرے بوسکی
۸	محترم ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف
۹	محترمہ اوریا کلن ٹون
۱۰	محترم ڈاکٹر جعفر قریشی
۱۱	محترم جناب ایوب جمال
۱۲	محترم ڈاکٹر محمد نائف المطیر ی

تھائی دار الحکومت بنکاک میں ایک اور کنونشن

مذکورہ ایسے حالات میں فوری طور پر ضرورت اس بات کی محسوس کی گئی تھی کہ اے آر یو کی اصلاح کی جائے، ورنہ جوں جوں وقت گزرتا جائے گا، معاملے مزید پیچیدے ہوتے جائیں گے، ان میں سے بعض لوگوں کے مطابق اے آر یو کے ذریعے جن جن اور جیسی جیسی خدمات متوقع تھیں وہ بھی بعض سازش کی نذر ہوگئی تھیں، اسی لئے کچھ لوگ بہت دنوں سے سوچ رہے معا کوشش بھی کررہے تھے کہ قومی سطح پر اے آر یو کی متبادل کوئی فعال تنظیم سامنے لائی جائے، ویسے او آئی سی کے صدر دفتر جدہ میں کئے گئے مذکورہ دوسرے کنونشن کے فورا بعد اس سلسلے کی یک کوشش تھائی لینڈ کے دار الحکومت بنکاک میں کی گئی، جس میں مسٹر ہانگ اونگ شوے اور محترم نور الاسلام صاحب سمیت قومی سطح پر معروف اور غیر معروف چند دانشوروں نے شرکت کی تھی، اس کی کوئی آفیشیل روئداد یا تفصیلات تو سامنے نہیں آئیں، اور آئیں بھی تو راقم کی نظر سے نہیں گزریں، البتہ اس کے متعلق بعض تجربہ کار تجزیہ نگاروں کے علی الرغم اس میں شرکت کرنے والے بعض لوگوں کی زبانی جو

باتیں سنی گئیں، ان کی مدد سے کچھ گزارشات حاضر خدمت کی جارہی ہیں، جن میں صحت وسقم کی گنجائش بھی ضرور ہے:

(۱) سب سے پہلے بات یہ ہے کہ مسٹر ہانگ کی زیر صدارت کئے گئے اس بنکاک کنونشن میں ایک طرف تو تخطیط کی کمی شدت کے ساتھ محسوس کی گئی تھی، تو دوسری طرف اس کنونشن کے لئے وقت اور ماحول بھی مطلقا سازگار نہ تھا، اگر تھا بھی تو راقم کے ناقص خیال میں ناسازگار بنادیا گیا تھا۔

(۲) اگرچہ یہاں دو دن کا ایک کنونشن کسی بھی طرح یا کسی بھی شکل میں منعقد کیا گیا تھا، مگر اس کے لئے کوئی بھی مفید تیاری جس طرح عرض کی گئی ہے نہیں کی گئی تھی، پھر حسرت و یاس کی بات ہے کہ اے آر یو والے دوسرے کنونشن کے ردعمل میں فوری طور پر کئے گئے اس بنکاک کنونشن میں ہماری قومی روایت کے مطابق کچھ ایسے دانشوروں نے شرکت کی، جن کے ذہن وفکر متضاد، خیالات مختلف، اور ان میں بعض حضرات حقیقت و بصیرت، اعتدال پسندی اور حق شناسی جیسی عالی صفات سے بیزار ہونے کے علاوہ نرے جذبات سے مغلوب بھی تھے، دراصل یہ صرف ایک اجتماع نہ تھا بلکہ اجتماع سے بڑھ کر ایک اجتماع ضدین تھا، ان تمام گزارشات سے میرا کسی کی کردارکشی یا دشنام طرازی ہرگز مقصد نہیں، بلکہ باتیں چونکہ قومی امور کی انجام دہی کے حوالے سے ہیں، یہ جہاں ایک طرف حقیقت نگاری پر مبنی ہیں، وہاں دوسری طرف آئے دن کام کرنے والوں کے لئے ایک درس عبرت اور نشان راہ بھی۔

(۳) جہاں تک محسوس کیا گیا ہے کہ ہمارے سیاسی آنگن میں عام طور پر اتحاد کا جو تصور ہے، اسے ہمارے ایک غلط زاویۂ نگاہ کا نتیجہ کہا جاسکتا ہے، ہمارے لوگوں نے بس چند معیاری اور غیر معیاری افراد کے کسی جگہ جمع ہونے، وہاں چند قومی وملی امور پر زبانی جمع وخرچ کے بطور گفتگو کرنے اور بے ڈھنگے قرارداد پاس کرنے کو اتحاد واتفاق سمجھ رکھا ہے، مگر ایک اتحاد کے لئے سب سے اہم اور اولین چیز کسی نصب العین کو سامنے رکھ کر مشارکین کے ذہن وفکر کا متحد ہونا ہوتا ہے، مگر ہمارے یہاں کیا ہوتا ہے وہ بھی سن لیجئے کہ مشارکین میں سے ہر ایک کا نصب العین بشرطیکہ اسے نصب العین کہنا صحیح

بھی ہوا لگ الگ، زاویۂ نگاہ متزاد، رخ فکر مختلف، اور طریقۂ سوچ متعاکس ہوتا ہے، تو ایسے لوگوں کی کسی اجتماع میں شرکت وشمولیت اور اس سے حاصل شدہ نتیجہ کو ایک اتحاد کا نام کیسے دیا جا سکتا ہے؟ ہماری تاریخ کی ورق گردانی کر دیکھئے، ماضی میں ہم اور ہمارے قومی بزرگوں نے ایک قومی سطح کے اتحاد کے لئے کیا کچھ نہیں کیا، کیسی کیسی کوششیں کیں، مگر نتیجہ کیا نکلا؟ یہی نا، کہ ہم نے ایک ممکنہ اتحاد کے لئے جتنی قربانیاں دیں، جتنی سر دھڑ کی بازی لگائی، جتنے قیمتی اوقات ضائع کئے، لیکن اس سے کم اور گری ہوئی قیمت میں اس قصر اتحاد کو اپنی آنکھوں کے سامنے جل کر بھسم ہوتے ہوئے دیکھا، آخر وہ کیوں اور اس کے اسباب کیا تھے؟ یوں تو عام طور پر اس کے اسباب یہی بتائے جاتے ہیں کہ عمومی طور پر ہمارے لوگ مخلص نہیں ہوتے ہیں، مگر میں اپنے بزرگوں پر لگائے جانے والے یہ اور اس قسم کے الزام سے مجموعی طور پر متفق نہیں ہوں، شاید اس کے اسباب یہ بھی ہوں کہ:

☆ ہمارے لوگ مختلف مکاتب فکر کے ساختہ ہیں، کوئی دیوبندی ہے تو کوئی اشرفی، کوئی اکیاب اور رنگون کا پرداختہ ہے تو کوئی تبلیغی یا جماعت اسلامی، کوئی سیکولر ہے تو کوئی مذہبی، کوئی جمہوریت پرست ہے تو کوئی اشتراکیت پسند، پھر ان میں سے کوئی قدامت پرستی کے آخری سرے پر ہے تو کوئی جدت طرازی کے انتہائی سرے پر، الا ماشاء اللہ، تو ایسے مختلف نظریات وافکار اور متزاد خیالات وجذبات کے لوگوں کی ملی بھگت، سنگم اور امتزاج کو ایک قومی اتحاد کا نام کیسے دیا جا سکتا ہے؟

☆ ایک طرف تو ہم مختلف مکاتب فکر کے ساختہ پرداختہ ہوتے ہیں، تو دوسری طرف ہماری ایک مشترکہ قومی لٹریچر نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے مابین چلنے والی سیاسی وثقافتی زبان باہم دگر غیر مانوس ہوتی ہے، انگریزی اور برمیز دان عربی اور اردو کی سیاسی وثقافتی زبان اور محاورے سے ناآشنا ہوتے، اسی طرح عربی اور اردو دان کی حالت بھی کچھ مختلف نہیں، ویسے بسا اوقات اختلاف لفظی بھی ہمارے مابین اختلاف معنوی کا پیش خیمہ ہوتا ہے، جس سے سر دست بچنے کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔

☆ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے دور آخر کی سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی فضا میں علاقائی عصبیت ایک لعنت کی شکل اختیار کر گئی ہے، اس کا تعلق اندرون وطن سے ہو یا

بیرون وطن سے، ظالم اپنے علاقے کی فضیلت پر گن گاتے اور دوسرے علاقے کے باشندوں کی شرارت، ضلالت اور رذالت پر طرح طرح کی بے سروپا باتیں بناتے پھرتے ہیں، جہاں تک دیکھا جاتا ہے کہ یہ ظالم غلامی کی ساری صفات سے متصف ہو چکے ہیں، اب ایسے حالات میں ہمارے مشترکہ دشمن کے سامنے راستے بالکل صاف، سچی بات تو یہ ہے کہ ہم عصبیت کے مارے ہوئے ہیں، اب نہ ہم دین کے رہے اور نہ دنیا کے رہے، اور دشمن ہمیں یکے بعد دیگرے شکار کرتے جا رہے ہیں، ایسے حالات میں ذرا سوچئے تو فائدہ کس کا ہو رہا ہے اور نقصان کس کا؟ بطور خاص سعودی عرب میں مقیم روہنگیا برادری میں یہ لعنت ایک وبا کی شکل میں پھیل گئی ہے، اور آج کل سننے میں آ رہی ہے کہ اس خطرناک انسانیت دشمن وبا نے اندرون وطن، بنگلا دیش، پاکستان، ملائشیا اور عرب امارات سے آگے بڑھ کر یوروپ، امریکہ، افریقہ اور اسٹریلیا غرض جہاں جہاں ہم آباد ہیں کو لپیٹ میں لے لیا ہے، اللہ تعالی ہمیں یہ اور اس جیسی تمام بلاؤں کی تشخیص وعلاج کی توفیق عطا کرے۔

بہر حال چونکہ اے آر یو کسی بھی شکل میں کیوں نہ ہو، آخر بن ہی چکی ہے، اب اس کی حفاظت بھی کسی بھی حال میں ہمیں ضرور کرنی ہے، اسی لئے مذکورہ حقائق کے تناظر میں اسے اصلاح کرنا وقت کی ایک اہم اور ناگزیر ضرورت ہے۔

بہر حال چونکہ اے آر یو کسی بھی شکل میں کیوں نہ ہو، آخر بن ہی چکی ہے، اب اسکی حفاظت بھی کسی بھی حال میں ہمیں ضرور کرنی ہے، اسی لئے مذکورہ حقائق کے تناظر میں اسے اصلاح کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے، ویسے اس ناگزیر اصلاح کے حوالے سے بعض مفکرین، علماء اور دانشوروں نے چند تجاویز ایسی بھی پیش کی ہیں کہ:

(۱) منظمۃ التعاون الاسلامی اپنے صدر دفتر میں فوری طور پر روہنگیا مسلمانوں کے چند چنیدہ معمر مفکرین، علماء اور دانشوروں کا ایک اجتماع منعقد کرائے،

(۲) چونکہ ارکان روہنگیا یونین ایک متحرک اور فعال قومی ادارہ ہونے کے بجائے عملاً تنظیمیں بنانے کا ایک مشین بن گئی ہے، اسی لئے ان چنیدہ معمر مفکرین، علماء اور دانشوروں کے ذریعے اے

آر یو میں شامل تمام نئی اور پرانی، متحرک اور نام نہاد روہنگیا جماعتوں کی مینڈیٹ یا شمولیت کو کالعدم قرار دیا جائے، اور ساتھ ساتھ یہ واضح کر دے کہ اے آر یو کوئی روہنگیا جماعتوں کا مشترکہ نمائندہ فورم نہیں، بلکہ یہ پوری روہنگیا قوم کی طرف سے ایک نمائندہ جماعت ہے،

(۳) اس کے بعد منظمۃ التعاون الاسلامی ان مذکورہ شخصیات کے ذریعے پوری روہنگیا قوم میں سے تین مخلص معمر، کام کے نشیب و فراز سے واقف رہنماؤں پر مشتمل ایک سلیکشن کمیٹی کی تشکیل دے، جو الیکشن کمیٹی بھی ہوں گی اور مستقل طور پر اڈوئزر بھی،

(۴) یہ تینوں حضرات اگلے دو سے تین مہینوں کے اندر پوری روہنگیا قوم میں سے نو یا گیارہ افراد پر مشتمل ایک عاملہ کمیٹی کی تشکیل دیں گے، جس میں شمولیت کے لئے درج ذیل شرائط لازمی ہوں گی:

☆ مستند عالم یا دانشور ہونے کے علاوہ جسمانی اور فکری اعتبار سے ان کے اندر کام کو سمجھنے اور کرنے کی پوری صلاحیت، استعداد اور قابلیت ہو۔

☆ صاحب الرائے ہونے کے علاوہ ہو قومی، علاقائی، اور بین الاقوامی سیاسیات پر انہیں عبور ہو۔

☆ روہنگیا قوم کی تاریخ، ثقافت اور قومی وملی سیاسی حالات کے علاوہ وقت کی نزاکت اور تقاضے سے پوری طرح آگاہ ہوں۔

☆ جو علاقائی عصبیت سے پاک، مستعد اور فعال ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے دل قربانی، ایثار اور قومی وملی ہم دردی کے جذبات سے سرشار ولبریز ہوں،

☆ غیر جانب دار ہو، پھر کسی بھی تنظیم کا کارکن، رکن یا لیڈر نہ ہو، اگر وہ کسی بھی تنظیم سے وابستہ ہو تو یہاں سلکٹ ہونے کے بعد اپنی تنظیم سے فوری طور پر مستعفی ہونے کے لئے تیار ہو، تا کہ پوری کمیٹی کے اراکین کسی جماعت کی نمائندگی کرنے کے بجائے پوری روہنگیا قوم کی نمائندگی کرے، یا کر سکے۔

☆ یہی عاملہ کمیٹی اے آر یو کے دستور، چارٹر کے علاوہ لائحۂ عمل، طریقۂ کار اور اگلی حکمت عملی مرتب کرے گی، اور اس کے مطابق تمام قومی امور انجام دے گی۔

☆☆☆

اركان روہنگیا یونین کے حوالے سے ایک شبہ کا ازالہ

قارئین کرام! یہاں ہمیں اس بات کا تذکرہ بہت اہم اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰۱۱ء میں سرزمین امن وبرکت مملکت سعودی عرب کے شہر جدہ اور منظمۃ التعاون الاسلامی کی زیر سرپرستی تاسیس کی جانے والی اركان روہنگیا یونین (ARU) کو ہمارے بعض لوگوں نے ہماری دیگر سیاسی جماعتوں کی طرح ایک مستقل اور آزاد سیاسی جماعت خیال کیا اور کرتا رہا ہے، مگر اہل فکر و دانش سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اركان روہنگیا یونین روہنگیا مسلمانوں کے حوالے سے کام کرنے والی جماعتوں کے مابین سیاسی روابط رکھنے یا تنسیق کرنے کا ایک مشترکہ قومی ادارہ ہے، یعنی یہ کوئی ایک مستقل جماعت اور آزاد تنظیم نہیں ہے، اور دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ اسے دراصل تمام روہنگیا جماعات کو روہنگیا سیاسیات کے حوالے سے ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع کرنے اور رکھنے کا ایک منصوبہ یا حکمت عملی کے بطور وجود میں لایا گیا ہے، اور یہ ایک مجلس تنسیقی، یا متحدہ مجلس عمل ہے، یا دوسرے الفاظ میں اسے رابطہ کمیٹی بھی کہا جا سکتا ہے۔

یوں بھی دنیا میں جمہوری طرز وتعمیر پر مشترکہ مفادات کے حصول کے لئے کام کرنے کے بطور ملکوں کے مابین اور اسی طرح جماعتوں کے درمیان ہمارے اس طرز کی بہتوں متحدہ مجالس عمل یا مجالس تنسیقی وجود میں لائی گئیں، درحقیقت اقوام متحدہ ہو یا نیٹو، یوروپین یونین ہو یا آسیان، غرض دنیا میں بہتوں ایسی فورم ہیں کہ جنہیں مشترکہ مفادات کے حصول کے حوالے سے مشترکہ طور پر کام کرنے کے لئے بنایا گیا ہے، ہمیں یہاں اس بات کو جس طرح عرض کی گئی ہے کہ خاصی وضاحت کے ساتھ اس لئے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے بعض لوگوں نے عملا یہی سمجھ رکھا ہے کہ اركان روہنگیا یونین (ARU) ایک مستقل قومی جماعت ہے، لیکن انہیں یہ نہیں معلوم کہ ہماری روشن خیال قومی قیادات اور ان کے بعض ہم خیالوں اور معاونین نے ایک تنسیقی ادارہ کی تاسیس کرنے کی اس لئے ضرورت سمجھی کہ ہماری ہر ایک جماعتیں یا شخصیتیں اکیلے اکیلے کام کرنے کے بجائے مشترکہ قومی ہدف کے حصول کے لئے سب سیاسی جماعتیں اور شخصیتیں مل کر کام کریں، یوں ظاہر ہے کہ ان جماعتوں اور شخصیتوں کے درمیان روابط یا تنسیق کرنے اور

رکھنے کے لئے ایک متحدہ ادارہ کی ضرورت تھی اور ہے، تو ارکان روہنگیا یونین اس ضرورت کی بنیاد پر تاسیس کی گئی تھی، اگر آج کسی نے اسے بھی ہماری دیگر سیاسی جماعتوں کی طرح ایک مستقل سیاسی جماعت خیال کیا تو حقائق اور واقعیت کے خلاف ایک بڑی فکری نادانی اور سیاسی جہالت ہوگی۔

دوسری اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ارکان روہنگیا یونین کی تاسیس سے پہلے حالات ایسے بھی پیدہ ہو چکے تھے کہ اگر مذکورہ دونوں جماعتیں یعنی روہنگیا سالیڈریٹی آرگنائزیشن برائے حقوق روہنگیا (RSOR) اور ارکان روہنگیا نیشنال آرگنائزیشن (ARNO) اور اس کی قیادتیں چاہتے تو منظمۃ التعاون الاسلامی کے زیر سائے ایک متحدہ مجلس عمل یا رابطہ کمیٹی کی تشکیل ہو بھی سکتی تھی، مگر انہوں نے بڑے وسیع الظرفی کا مظاہرہ کیا، اور یہ سوچا کہ سرزمین ارکان اور وہاں کے مسلمانوں کے حوالے سے کام کرنے والی نمایاں شخصیات اور فعال جماعتوں کی شمولیت میں ایک متحدہ مجلس عمل یا مجلس تنسیقی وجود میں آئے، تو بعد میں یہ جو ارکان روہنگیا یونین کی تاسیس ہوئی یا کی گئی ہے، یہ ان روشن خیال، وسیع النظر، دل دردمند اور فکر ارجمند کے مالک دونوں جماعتوں کی روشن قیادات اور رہنماوں کی فکر وعمل کا نتیجہ ہے، پر یہ الگ بات ہے کہ اس کی تاسیس کے دوران اور بعد کے حالات ایسے پیدہ ہوگئے یا کئے گئے کہ ان روشن خیال قیادات اور اس مجلس عمل کے موثر موسسین ومعماروں کی امیدوں اور توقعات پر ایک حد تک پانی بھی پھر گیا ہے، البتہ مایوسی کی کوئی وجہ نہیں، جو کچھ بھی ہو، بالآخر ایک مجلس تنسیقی ارکان روہنگیا یونین کی شکل میں وجود میں آ ہی گئی، جس کی ضرورت تھی اور ہے، اصلاح کا دروازہ بند نہیں بلکہ سراسر کھلا ہوا ہے، اور ایک موخر الذکر اس فورم کی بات نہیں، بلکہ دنیا کے کسی بھی مثبت کام کے کرنے والوں کی فکر عمل میں اصلاح کی گنجائش ہوتی اور ان کے آگے کا دروازہ کھلا بھی ہوتا ہے، اقوام عالم کی تاریخ اور اصلاح کے حوالے سے ان کی فکر و عمل سے صرف نظر اسلام کی تاریخ اس بات سے بھری پڑی ہے کہ مسلمان مصلحین نے وقت وقت پر اس لازوال امت کی اصلاح کی کتنی جان دار اور باثمر کوششیں کیں اور اس میں کتنے کامیاب بھی ہوئے، تو ہمارے یہاں بھی اصلاح ہوگی اور انشاء اللہ تعالی ضرور ہوگی، حالات جیسے بھی ہوں مگر ہم اللہ تعالی کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہیں، اور ہم قرآن حکیم کی اس تلقین پر پورے یقین رکھتے ہیں کہ:

﴿لا تقنطو من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم﴾

اللہ تعالی ہمیں اور سب کو سوچنے سمجھنے اور مل جل کر قومی وملی امور کو انجام دینے کی توفیق عطا کرے، آمین۔

☆☆☆

ارکان روہنگیا یونین میں بعض اندرونی اختلافات

پچھلی سطور میں جس طرح عرض کی گئی ہے کہ ہمارے افسوسناک اجتماعی قومی روایات میں جماعتیں بننے میں دیر اور بگڑنے میں کچھ دیر نہیں ہوئی تھی، ہمارے ماضی میں بہت کم ایسی جماعتیں ہیں جن کی حیاتیں قدرے لمبی ہوئی ہوں، اس تناظر میں ارکان روہنگیا یونین کے حوالے سے بھی ہمارے بعض حلقوں یا کم سے کم بعض شخصیات کے یہی خیالات سامنے آئے ہیں کہ ارکان روہنگیا یونین کی حیات بھی ہماری ماضی کی گئی گزری جماعتوں کی جیسی ہوگی۔ مگر اللہ تعالی کا خاص فضل وکرم ہے کہ آج تک ارکان روہنگیا یونین باوجود یکہ اس کے اندر بہت ساری سیاسی تناو، رسہ کشیاں، اور باہمی اختلاف کے مگر آج تک زندہ اور کسی حد تک عملی میدانوں میں اگر چہ رینگتی ہوئی کیوں نہ ہو رواں دواں ہے۔

ادھر ہماری اجتماعی زندگی کے حوالے سے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ماضی میں ہماری جتنی بھی تنظیمیں بنیں اور بگڑیں، ان کا تعلق سیاسی ہو یا انقلابی، ان کے سر پر کسی ایک مضبوط طاقت کے ہاتھ نہیں ہو پائے تھے، شاید یہی وجہ تھی کہ وہ تنظیمیں بڑی مشکل سے بنیں مگر بڑی آسانی سے بگڑیں یا کالعدم ہوئیں۔ اس تلخ حقیقت کے پیش نظر ارکان روہنگیا یونین کی بقا کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ اس کی بھی وہی حالت ہوتی، اگر اس کے سر پر منظمۃ التعاون الاسلامی جیسی ایک بین الاقوامی تنظیم کی شکل میں ایک عظیم طاقت کا سایہ نہ ہوتا۔

دوسری طرف ۲۰۱۱ء میں ارکان روہنگیا یونین کے باضابطہ اعلان کے بعد آج تک میرے ناقص علم کے مطابق اگر چہ ہمارے بعض موثر وغیر موثر لوگوں یا جماعتوں نے ان کے خیالات کے مطابق اس کے اندر پائی جانے والی افراتفری کے پیش نظر اسے کالعدم کرنے کی کوششیں کیں، مگر روہنگیا قوم کی بھاری اور بہت بھاری اکثریت جن میں علماء، دانشوران، تجار، عوام

کے علاوہ تقریباً ننانوے فیصد جماعتوں کی یہی رائے ہے کہ ارکان روہنگیا یونین جس حالت میں بھی کیوں نہ ہو کہ اس کی بقاء و ازدھار کی شدید سے شدید ترین ضرورت ہے، ان کے مطابق اختلافات اے آر یو سے نہیں بلکہ اختلافات عموماً اے آر یو کے نام پر بعض چلنے والوں سے۔ بہرحال یوں مختلف جہات سے اب تک اختلافات کے حوالے جو باتیں سنی گئیں ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

☆ ۲۰۱۱ء میں ارکان روہنگیا یونین کے دوران اعلان ڈائرکٹر جنرل محترم ڈاکٹر وقار الدین صاحب بحیثیت ذمہ داراعلی، ان کے سرپرجن پروگراموں پر عمل کرنے کی ذمے داریاں ڈالی گئی تھیں ان کو تعمیل کرنے کے بجائے اپنی رائے اوراپنے خیالات کے مطابق کام کرنے کی کوششیں کرنا۔

☆ ارکان روہنگیا یونین دراصل ایک مجلس تنسیقی یا ایک متحدہ رابطہ کمیٹی کے بطور تاسیس ہوئی یا وجود میں لائی گئی ہے، مگر اختلاف کرنے والوں کے مطابق ڈائرکٹر جنرل نے قومی مفادات کے برعکس اپنے بعض غیر ذمے دار عناصر کے مفاد پرستانہ تعاون اور امداد سے اسے ایک باضابطہ جماعت کی شکل بنا ڈالی، چنانچہ آج ارکان روہنگیا یونین ایک مجلس تنسیقی یا متحدہ رابطہ کمیٹی نہ رہی بلکہ عملاً ایک باضابطہ کسی قسم کی جواب دہی سے بالاتر جماعت کی شکل اختیار کرگئی ہے۔

☆ منظمۃ التعاون الاسلامی کے صدر دفتر جدہ میں ۲۰۱۳ء میں ہونے والے اے آر یو کے دوسرے جنرل اجلاس یا ان کے الفاظ میں کانگرس کے اجلاس کے دوران گلوبل روہنگیا سنٹر (GRC) کے نام سے جس نام نہاد پروگرام کو اے آر یو کے چارٹر میں شامل کیا گیا، جسے اس کے بعض چالاک کارکنوں یا کارندوں نے بعد میں ایک مستقل تنظیم کے بطور متعارف کراتے ہوئے ارکان روہنگیا یونین یا دوسرے الفاظ میں روہنگیا مظلوموں کے لئے بے دریغ چندے وصول کرتے ہوئے ایک طرح کی سینہ زوری کے ساتھ علانیہ طور پر بدعنوانیاں کرنے میں کامیاب ہونا، یا انہیں اپنے جائز مصرف میں دینے کے بجائے ان میں بھاری غبن کرڈالنا، اس حوالے سے کسی بھی قسم کا محاسبہ نہ ہوپانا، یا کم سے کم ڈی جی صاحب کی طرف سے ان چالاک مفاد پرستوں کو بڑی حد تک چھوٹ دیا جانا۔

☆ ارکان روہنگیا یونین کے موسسین کے علی الرغم اگلے اور پچھلے دونوں عرصوں کے مستشاروں اور کانگرس کے ممبروں اور بطور خاص ریجنل کونسل (RCC) کے اراکین کو دانستہ طور پر غیر فعال اور غیر موثر بناتے ہوئے ڈی جی صاحب اے آر یو کے مرکزی پاور پر پورا کنٹرول کرلینا۔

☆ حالات کے تقاضے اور وقت کی نزاکت کے پیش نظر ارکان روہنگیا یونین ایک سیاسی، جمہوری، اور پرامن تنظیم کے بطور تاسیس کی گئی ہے، جسے ولایات متحدہ امریکہ میں تسجیل بھی کی گئی ہے، مگر ڈی جی صاحب کا اسے ایک سیاسی تنظیم کے طور پر رجسٹریشن کرنے کے بجائے ایک غیر سیاسی یا رفاہی تنظیم کے طور پر رجسٹریشن کرانا، اور وہ بھی کسی ایک قومی لیبل کے بجائے ان کے بعض فیملی ممبروں کی شمولیت کے ساتھ، چنانچہ بعض ناقدین کی نظر میں ڈین جی صاحب کا یہ عمل ان کی من مانی اور ان کی ذاتی مفاد پرستی کی بین تصویر ہے، تاکہ آئے دن ارکان روہنگیا یونین پر ان کا تسلسل کے ساتھ کنٹرول حاصل رہے اور ان کے سامنے روہنگیا نام کے کوئی جوں تک رینگنے کی ہمت نہ کرسکے۔

☆ حالات کے تقاضے اور وقت کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے قومی مفادات کی پیش نظر ارکان روہنگیا یونین کی طرف سے کسی بھی سوچے سمجھے اور پوری منصوبہ بندی کے ساتھ کسی بھی قسم کے کوئی بھی پروگرام کا نہ لیا جانا، پھر مزید یہ کہ ڈی جی صاحب اپنے منشا کے مطابق جو بھی مختلف پروگرام بنا لیتے، خود ان پر بھی قابل ریکارڈ اقدامات کا نہ ہونا۔

☆ ۲۰۱۳ء والے اے آر یو کے دوسرے کنونشن میں ڈی جی صاحب اور ان کے چند حواریوں نے ووٹ بنک بڑھانے کے لئے درجنوں نام نہاد منظمات گڑھ کرانہیں باضابطہ طور پر ارکان روہنگیا یونین میں شامل کرنا۔

☆ دانستہ طور پر تنظیم کے وجود میں آنے کے بعد سے آج تک ڈی جی صاحب کا مجلس تاسیسی کے اراکین، صاحب رائے قومی شخصیات، بشمول تاسیسی ممبران سے مسلسل پہلوتہی کرنا۔

☆ مالیات کے حوالے سے تنظیم کے وجود سے آج تک کبھی بھی محاسبہ کا نہ پایا جانا، ناقدین جسے ڈی جی صاحب اور ان کے بعض حواریوں کی مالیاتی بدعنوانی یا اسکینڈل سے تعبیر کرتے ہیں۔

☆ ڈی جی صاحب کی اپنی طرف سے مگر ارکان روہنگیا یونین کے نام مختلف اوقات اور متنوع

جگہوں میں میڈیا کے ذریعے مشکوک اور قومی مفادات کے خلاف بیانات کا سامنے آنا، اور ساتھ ہی ساتھ ہر سنی کو ان سنی کرتے ہوئے پاور کا غلط استعمال کرنا۔

☆☆☆

اراکان روہنگیا یونین کو اصلاح کرنے کی کوششیں

اہل علم ونظر کے سامنے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ دنیا میں اکثر امور ایسے ہیں جن کی اصلاح کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے، اس حوالے سے فرد ہو یا معاشرہ، تنظیم ہو یا حکومت، کہ ناگزیر حالات میں ان کی اصلاح کی جاتی ہے، دنیا کے ملکوں و رحکومتوں میں ہم آئے دن دیکھتے ہیں کہ رہ رہ کر ان کے قومی دستور میں بھی ناگزیر حالات کے پیش نظر اصلاح ہوا کرتی اور لائی جاتی رہتی ہے۔

یوں اراکان روہنگیا یونین میں جب منتشر الخیالی اور سیاسی وفکری افراتفری دیکھی گئی، اور جن کی وجہ سے قومی اتحاد جو اے آر یو کی شکل میں وجود میں آئی تھی میں سوئے تفاہم اور شکوک وشبہات سے بڑھ کر باہمی خلفشار اور تفرقہ کا خلیج بڑھ چکا تو قوم کی بعض ذمے دار، دل دردمند اور فکر ارجمند کی مالک شخصیات اور بعض معروف اور متحرک گروپ اور منظمات نے انفرادی اور اجتماعی طور پر مسلسل اصلاحی کوششیں شروع کیں، اس سلسلے میں گئی گزری ہماری پچھلی مختلف سرگرمیوں اور متنوع کارکردگیوں سے صرف نظر، حال ہی میں ہماری قومی سطح پر اصلاحات برائے اراکان روہنگیا یونین (ARAKAN ROHINGYA UNION REFORMIST GROUP) کے نام سے ایک وبسات گروپ بھی وجود میں آچکا ہے، جس میں ہماری برادری کے قابل قدر درجنوں علماء اور دانشوران اندروں اور بیرون وطن سے شامل ہیں، تاہم ہماری قومی روایات کے پیش نظر اس کا سلسلہ خدا معلوم کب تک جاری رہ پائے گا، اور وہ کہاں تک کامیابی سے ہم کنار ہو سکے گا؟ البتہ ان سارے لوگوں کی کوششوں کے مابین شیخ سلیم اللہ عبد الرحمٰن صاحب یکے از فاونڈر آف اراکان روہنگیا یونین اور صدر روہنگیا سالیڈ ریٹی آرگنائزیشن برائے حقوق کی مسلسل جدوجہد پیش پیش اور

قابل ستائش ہے۔ دراصل اے آر یو کی اصلاح کے حوالے سے میرے خیال میں سر دست ان سے زیادہ موزون اور برمحل اور قابل قدر شخصیت ہماری قومی سطح میں شاید پائی جاتی ہوگی۔ وہ اس تناظر میں بھی ہے کہ اے آر یو کے چار موسسین ہیں:

۱۔ مرحوم ماسٹر ابوالفیض جیلانی، سابق ممبر (ARNO) جو اللہ تعالی کو پیارے ہو گئے اور ملائشیا میں مدفون ہیں۔

۲۔ مسٹر نور الاسلام صدر اراکان روہنگیا نیشنال آرگنائزیشن (ARNO) مقیم حال لندن، برطانیہ۔

۳۔ ڈاکٹر محمد یونس صدر روہنگیا سالیڈ ریٹی آرگنائزیشن (RSO) مقیم حال ملائشیا۔

۴۔ مولانا شیخ سلیم اللہ عبد الرحمٰن صدر (RSOR) مقیم حال جدہ سعودی عرب۔

ظاہر ہے کہ جیلانی صاحب تو انتقال کر گئے، اے آر یو کے حوالے سے باقی تینوں کے اجمالی حالات یہ ہیں:

محترم نور الاسلام صاحب

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ محترم نور الاسلام صاحب کی شخصیت مجموعی حیثیت سے دور آخر میں روہنگیا قوم کے لئے ایک گراں بہا سرمایہ ہے، ان کی مسلسل جانفشانیاں اور قربانیاں، ان کے انقلابی اور سیاسی کردار اور ان تھک جد و جہد کبھی بھولے سے بھلائی نہیں جا سکتی، اتحاد کے حوالے سے انہوں نے اپنے انداز میں قوم کو ایک ہی پلیٹ فارم میں جمع کرنے کی بہت ہی قابل ستائش کوششیں کی تھیں، جن کی ایک زندہ مثال اراکان روہنگیا یونین بھی ہے، اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ اس یونین کے قیام میں ان کی کوشش ہر کسی سے زیادہ رہی ہے۔ لیکن یہاں افسوس کا مقام ہے کہ اے آر یو کے حوالے سے جناب نور الاسلام صاحب کو تاسیس کے پہلے دن سے ڈی.جی صاحب سے اختلاف کرنے والوں کے زمرے میں پیش پیش دیکھا گیا ہے، جب کہ ایک سینئر قومی لیڈر ہونے کے علاوہ ایک قابل قدر، معمر اور تجربہ کار سیاست دان ہونے کی وجہ سے ان کی ذات سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ آپ عمر کے اس مرحلہ میں بہرحال اپنی عزت و وقار کا لحاظ ضرور رکھیں گے اور قومی اصلاحی کوششوں میں نہ صرف شامل رہیں گے، بلکہ اپنے تجربات اور صلاحیات کو

بروئے کارلاتے ہوئے اصلاح کے حوالے سے اپنی دینی وقومی فریضہ کوانجام دینے میں کوئی کوتاہی نہ کریں گے،انہی اس حوالے سے گزارش بھی کی گئی اورڈھیر ساری دعوتیں بھی دی گئیں اوراس سلسلے میں احساس بھی دلایا گیا،مگروہ ہرسنی کوان سنی کرتے رہے ہیں،اورنہ جانے کیوں کہ آپ اس سلسلے میں ہمیشہ اورمسلسل پہلوتہی سے کام لیتے رہے ہیں،خداجانے ان کی یہی مسلسل تجاہل عارفانہ جیسی کیفیت کب تک باقی رہی گی۔

ڈاکٹرمحمد یونس صاحب کے رویے

اب جہاں تک جناب محترم ڈاکٹرمحمد یونس کا سوال ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ قائد انقلاب و سیاست حضرت جعفرحبیب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ہماری قومی سطح پر آپ کی شخصیت چندحیثیت سے محترمی جناب نورالاسلام صاحب کے مساوی اوراورکردار کے اعتبار سے بھی بڑی قدآوررہی ہے۔بلا شبہ ایک قومی لیڈر کی حیثیت سے ان کی بے شمار خدمات ہیں،جو بھولے سے بھی بھلائی نہیں جا سکتیں،مگرساتھ ہی ساتھ ان پر الزام بھی ہے کہ ماضی قریب وبعید میں بعض مجوزے یاوجود میں آئے ہوئے قومی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے حوالے سے ان کے بڑے موثر منفی کرداراورسرگرمیاں رہی ہیں،یہاں پھرارکان روہنگیا یونین کے حوالے سے ان کے متعلق بہت ساری باتیں سامنے آئیں، جن سے صرف نظر،ہمارے بعض قابل قدرشخصیات اورمبصرین کی جانب سے ان پر یہی الزام ہے کہ ارکان روہنگیا یونین میں اس قدرسیاسی وفکری افراتفری،انتشاراوررسہ کشیوں کے علی الرغم اس کے ڈائرکٹر جنرال جناب وقارالدین صاحب کی اتنی بے راہ روی میں درپردہ اورکبھی کبھارعلانیہ طورپربھی آنجناب کامنفی کرداررہاہے،جناب نورالاسلام اوران کے ہم نواؤں کے مقابلے میں آکر یہاں ان حضرات کے یہ الزام یااتہام صحیح ہویاغلط،تاہم یہ بالکل واضح ہے کہ افراتفری کے اس عالم میں ڈاکٹر محمد یونس صاحب کی ایک طرح کی مسلسل خاموشی منفی کردار کے ساتھ ساتھ حیران کن معنی ومطلب ضروررکھتی ہے،اورشاید یہ اس بات کا غماز بھی ہے کہ آپ اے آر یوکواصولی اورقانون کے دائرے میں چل چلانے یااصلاح کرنے کے بجائے وہ جیسی اورجس حالت میں ہے ویسی ہی رکھنا چاہتے ہیں،خدامعلوم اس میں آنجناب کا مقصد کیا ہے؟ خاکم بدہن اورگستاخی معاف۔

اصلاح کے حوالے سے شیخ سلیم صاحب کا کردار

راقم سطور بحیثیت ایک غیر جانب دار تجزیہ نگار کے آج یہ کہنے پر گویا مجبور ہے کہ ہمارے دانشورموسسین اے آر یو کے ایسے حالات میں لے دے کرایک مولانا شیخ سلیم اللہ عبدالرحمٰن صاحب رہ گئے ہیں کہ اگرچہ ۲۰۱۳ء کے دوران آپ ایک افسوسناک حالت کے شکار ہوکرنظر بند تھے،مگراس سے خلاصی کے بعد ہی انہوں نے اے آر یو کے حوالے سے مسلسل اصلاحی کوششیں شروع کردیں،انہوں نے اپنی حکمت،بصیرت،اورطویل تجربات کو بروئے کار لاتے ہوئے اصلاح کے حوالے وہ کوششیں کیں جوان کی ذات سے متوقع تھیں اورہیں،ان کی متنوع سرگرمیوں اورکردار سے صاف ظاہر ہے کہ کاش کہ آپ ۲۰۱۳ء میں نظر بندی جیسے حالات کے شکار نہ ہوتے، شایدارکان روہنگیا یونین کا یہی حال ہوتا یا ہوسکتا۔جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے کہ اصلاح کے حوالے سے انہوں اپنی روشن ضمیری،صلابت فکری،اورحاضر دماغی اورقومی امور میں اپنے طویل تجربات کا بین ثبوت دیا ہے،جن کا اجمال کچھ یوں ہے:

☆ یہ تو ظاہر ہے کہ ایک ارکان روہنگیا یونین تو کیا بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے عموما روہنگیا مسلمانوں کے درپیش مسائل اوران کے حل کے لئے خصوصا منظمۃ التعاون الاسلامی ایک بہت ہی اہمیت کی حامل تنظیم ہے،ہمارے لئے یہ ایک خوش قسمتی ہے کہ شیخ سلیم صاحب کی مستقل رہائش سعودی عرب کے معروف شہر جدہ میں ہے۔چوں کہ منظمۃ التعاون الاسلامی کا مرکزی دفتر بھی جدہ میں ہے،اورعرصۂ دراز سے محترم شیخ کومنظمۃ التعاون کے ساتھ خوش گوار تعلقات بھی،یوں انہوں نے آئے دن اپنے دیرینہ تعلقات کے سہارے اصلاح اے آر یو کے حوالے سے وہ کام انجام دیئے جوحقیقی معنی میں وقت کی اہم ضرورت تھی،اس حوالے سے کوئی جانے یا نہ جانے اور مانے یا نہ مانے،راقم سطوراس کا عین شاہد ہے،انہوں نے اپنے طورپر بڑی خاموشی،خاصی درک بینی سے ایسے کام انجام دیئے،جوقابل صدستائش ہیں،اوراس سلسلے میں اصلاح کے حوالے سے انہوں نے بڑی باریک بینی اورعرق ریزی کے ساتھ جوتحریری فار مولے تیار کئے،اس کے بل بوتے پرآج کم سے کم ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اور کچھ ہونہ ہوا ے

آر یو کے حوالے سے ماضی میں جو افراتفری ہو چکی ہے اگلے دن ان تمام خرابیوں، بدعنوانیوں اور افراتفریوں کا سدباب ضرور ہوگا، اور توقع ہے کہ اگر اے آر یو کو حقیقی معنی میں اصلاح کرنا ہے تو ان کی یہی کوشش اور جدوجہد بڑی بار آور ثابت ہوگی، انشاء اللہ تعالی۔ خدا کرے کہ یہی سلسلہ دراز رہے۔

☆ دوسری طرف قحط الرجال کے اس عالم میں محترم شیخ سلیم صاحب سردست ہماری برادری میں اور کچھ ہو یا نہ ہو، کم سے کم ارکان روہنگیا یونین کی اصلاح کے حوالے سے ایک برمحل اور موزون شخصیت کے مالک ہیں، انہوں نے کم سے کم پچھلے تین چار سالوں سے اے آر یو سے متعلقہ تقریبا تمام موثر منظمات، شخصیات اور گروپوں سے ایک غیر جانب دارانہ، مربیانہ اور مشفقانہ تعلقات استوار کئے اور رکھے ہوے ہیں۔ جن کے نام لئے جائیں تو فہرست بڑی طویل ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس حوالے سے انہوں نے خفیہ اور علانیہ طور پر مختلف موثر شخصیات، گروپوں اور جماعتوں سے ڈھیر ساری ملاقاتیں کیں، جلسے کیے، جن میں اختلاف واتفاق کرنے والوں کے علاوہ خود ڈاکٹر وقارالدین صاحب سے مختلف اور طویل ملاقاتیں قابل ذکر ہیں۔ جن کے نتیجے میں کم سے کم کچھ باہمی افہام وتفہیم اور بحالی اعتماد کے ساتھ ساتھ ہماری قومی و سیاسی ماحول وفضا میں احساس ذمے داری اور شعور وآگہی پیدا ہوئی، عوام تو عوام بلکہ اکثر خواص بھی ہماری سیاسیات کے حوالے سے جس ناامیدی، کسل مندی اور بدظنی و بدگمانی کے گرداب وبھنور میں عرصۂ دراز سے پھنسے ہوے تھے، ان سے گلوخلاصی کی ایک روشن اور واضح راہ دکھے، ناامیدی کے اس عالم میں ہمارے لوگوں کو امید کی ایک کرن نظر آئی۔ تاہم افسوس اور معذرت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے درمیان کچھ ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں، جن کو ان کے حسد اور بے جا غرور وپندار نے دے مارا ہے، ان کی طبیعت ہی کچھ ایسی نکلی کہ خود تو کچھ نہیں کرتے اور نہ ہی کرسکتے، مگر کوئی کرنے والوں کے سامنے روڑے اٹکاتے رہتے، آئے دن بال سے کھال نکالتے اور باتوں کے بتنگڑ بناتے پھرتے ہیں، ہمیں ایسے منفی رویے رکھنے والوں سے ہشیار رہنے کی اشد ضرورت ہے۔

☆☆☆

روہنگیا مسلمانوں کی افسوس ناک صورت حال

تاریخ شاہد ہے کہ ارکان کے روہنگیا مسلمان ارکان ہی کے قدیم اور اصلی باشندے ہیں، الا یہ کہ ویسالی دورحکومت میں چند مسلمان داعی بغرض دعوت دین اسلام یہاں آئے اور یہاں کے باشندوں میں ضم ہوگئے، ان کے علاوہ مروکو دورحکومت میں کچھ مسلمان علماء، دانشوران، شعراء، انشاء پرداز، ادباء ارکان میں بغرض خدمتِ ملک وملت اس وقت پہنچے، جب ارکان اور چاٹگام کے دونوں علاقے سلطنتِ ارکان میں شامل تھے، اور ارکان میں امن وسکون کا دور دورہ تھا۔

لیکن ارکانی کے عنصریت پسند مگھ عموما، اور ارکان میں گھس بیٹھے مگھ اور برمی دخلاء خصوصا ارکان کے قدیمی باشندے مسلمانوں پر دانستہ طور پر یہ الٹے الزام لگاتے نہیں تھکتے کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں عموما اور ارکان میں برطانوی قبضے کے دوران خصوصا بڑی تعداد میں مسلمان علاقۂ بنگال اور چاٹگام سے یہاں آ گھسے ہیں، یوں سن ١٩٣٦ء کے بعد آج تک مگھ شرپسند اور برمی وحشیوں کی جانب سے یہاں کے مسلمانوں پر مختلف نوعیت کے لا تعداد بہیمانہ حملے ہوتے رہے، جن کی وجہ سے آج تک کوئی پینتیس لاکھ (٣٥٠٠٠٠٠) سے زیادہ مسلمان خود ان کے مادری پدری وطن ارکان سے بے دخل ہو کر دنیا کے مختلف علاقوں اور ملکوں میں مہاجرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں، غرض مذکورہ دونوں عرصوں کے علاوہ باہر سے ارکان میں کوئی مسلمان نہیں آئے، اور آئے بھی کیوں؟ کہ ظاہر ہے کہ ایک طرف یہاں جنگ وجدال اور خانہ جنگیاں ہر دور میں عروج پر تھیں، جن کی وجہ سے یہاں کے معاشی حالات ابتر سے ابتر ہو کر ملک دیوالیہ ہو چکا تھا، جب کہ دوسری طرف مسلمانوں کو مگھ اور برمیوں کی ملی بھگت میں ہمیشہ یہاں سے پے درپے باہر کیا جارہا تھا، جس کا سلسلہ آج بھی برابر جاری ہے۔

بہر حال مسلمانوں کو یہاں سے انگنت مرتبہ ہجرت کرنا پڑا، آج ان روہنگیاؤں کو چھوڑ کر کہ

جنھوں نے آج اپنی شناخت تک تبدیل کر لی ہو،کوئی پینتیس لاکھ سے زیادہ روہنگیا مسلمان دنیا کے مختلف ملکوں میں ہجرت کی زندگی بسر کرتے ہوئے ہم عیاں طور پر دیکھ رہے ہیں،اب میں موضوع کے حوالے سے ان کی اکا دکا،گھرانوں اور خاندانوں کی چھوٹی چھوٹی ہجرتوں اوران کے زمانوں کو چھوڑ کر بس بڑی بڑی ہجرتوں اوران کے اجمالی اسباب کے تذکرے کئے دیتا ہوں:

عدد	سن	اسباب
۱	۹۵۷ء	چولاٹنگ چندرا کے عہد حکومت میں منگولوں کا حملہ،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۲	۱۴۴۴ء	مگھوں اور منگولوں کے مشترکہ طور پر مسلمانوں پر تشدد،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۳	۱۵۴۴ء	مسلمان اور مگھوں کے مابین ہونے والے نسلی فسادات،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۴	۱۶۶۰ء	شہزادہ شجاع کے قتل،مگھ مسلمانوں کے درمیان فسادات،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۵	۱۶۶۱ء	مگھ اور مسلمانوں کے مابین دوبارہ فسادات،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۶	۱۷۵۲ء	ارکان میں خانہ جنگی،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۷	۱۷۸۴ء	ارکان میں دوبارہ خانہ جنگی،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۸	۱۷۸۵ء	ہزاروں ارکانیوں کو منگون پگوڈا کی تعمیر کے لئے برما لے جایا گیا۔
۹	۱۷۹۶ء	تیس ہزار ارکانیوں نے علاقۂ چاٹگام میں پناہ لی۔
۱۰	۱۷۹۷ء	جنرل علی بائنگ ارکانی کی قیادت میں مگھ اور مسلمانوں کی برمی مخالف جنگ۔
۱۱	۱۸۱۱ء	برمیوں کے تشدد،سین فیا کی برمی مخالف لڑائی اوراس کی ناکامی،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۲	۱۹۳۰ء	مگھ وحشی بورینگ اونگ کی وحشیانہ بربریت،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۳	۱۹۳۸ء	وسطی اور تحتی برما میں بیس ہزار مسلمانوں کا قتل عام،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۴	۱۹۴۲ء	مسلمانوں کے معروف قتل عام،اور بڑے پیمانے پر مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۵	۱۹۵۰ء	(BTF) بربروں کے ہاتھوں ہزاروں مسلمان شہید،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۶	۱۹۶۶ء	بنگالی مگھوں کا دخول،اور مسلمانوں کے املاک پران کا قبضہ،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۷	۱۹۵۸ء	وولنٹیر کے ذریعے مسلمانوں پر تشدد،جس کی وجہ سے مسلمانوں کی ہجرت۔

۱۸	۱۹۵۹ء	مگھ برمی بربرافواج کا مسلمانوں پر بہیمانہ تشدد وقتل عام،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۹	۱۹۶۶ء	نیون حکومت کے لالے پالے غنڈوں کے مسلمانوں پر حملے،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۲۰	۱۹۷۳ء	نیون حکومت کے مسلمانوں کا قتل عام کی وجہ سے مسلمانوں کی ہجرت۔
۲۱	۱۹۷۵ء	وسیع پیمانے پر مسلمانوں کی گرفتاریوں کی وجہ سے مسلمانوں کی ہجرت۔
۲۲	۱۹۷۸ء	ناگامن آپریشن کے مسلمانوں کا قتل عام،جس کی وجہ سے مسلمانوں کی ہجرت۔
۲۳	۱۹۹۱ء	برمی فوجیوں کے مسلمانوں پر شدید مظالم،اور مسلمانوں کی بڑے پیمانے پر ہجرت۔
۲۴	۱۹۹۴ء	برمی فوج اور مگھوں کے مسلمانوں پر پے درپے حملے،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۲۵	۲۰۱۲ء	مگھ اور برمیوں کی ملی بھگت میں مسلمانوں کا معروف قتل عام،اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۲۶	۲۰۱۴ء	مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم اور تشدد،اور مسلمانوں کا سلسلہ وار ہجرت۔
۲۷	۲۰۱۶	جہادی سرگرمیوں کو بہانہ بنا کر مسلمانوں بے پایاں مظالم،نتیجے میں ان کی ہجرت
۲۸	۲۰۱۷ء	حرکۃ الیقین نامی تنظیم کی مسلح سرگرمی کو بہانہ بنا کر مسلمانوں پر تاریخ کے انوکھے مظالم۔

۲۰۱۲ء سے ۲۰۱۷ء تک ارکان میں جو مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا،اور جس انوکھے انداز مسلمانوں کو ان کے وطن سے بے دخل کیا گیا،اس کی مثال نہ صرف ارکان بلکہ تاریخ جہاں میں ملنی مشکل ہے،جس کی تفاصیل سے صرف نظر بس اس قتل عام کے نتیجے میں ایک محتاط اندازے کے مطابق کوئی پندرہ لاکھ روہنگیا مسلمان بنگلا دیش کے سرحدی علاقہ کاکس بازار میں مہاجرت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔اس کے بعد ارکان اور برما کے حوالے سے عموما،روہنگیا مہاجرین کے متعلق خصوصا جو بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے،ان کے تذکرے کئے دیتا ہوں،تاکہ بات اجمالی ہی سہی تاریخ کی ریکارڈ میں موجود رہے:

۱۔ بنگلا دیشی حکومت نے ارکان کے مسلمانوں پر بیتنے والے حالات کو دیکھ کر سرحد کھول دی،اور ان لاکھوں انسانوں کو انسانیت کے پیش نظر اپنے ملک میں پناہ دی۔

۲۔ مہاجرین کے پہنچنے پر بنگلا دیش کے عوام اور حکومت ان کے لئے ہر قسم کی امداد لئے آگے بڑھی،جس کی مثال ملنی مشکل ہے،اورتو اور وزیر اعظم محترمہ شیخ حسینہ واجد نے یہاں تک کہہ دیا تھا

کہ ''ہم ایک وقت کا نوالہ کھا کر دوسرے وقت کا نوالہ ان مظلوموں کو کھلائیں گے'' اللہ تعالی اپنے خاص فضل وکرم سے تاقیامت بنگلا دیش کو دائم وقائم رکھے، آمین۔

۳۔ اس کے بعد محترمہ شیخ حسینہ واجد حکومت نے سارے جہاں کی انسانیت دوست حکومتوں اور حکمرانوں، اور دنیا بھر کی انسانیت نواز انجمنوں اور تنظیموں سے اپیل کی کہ وہ ان مظلوموں کی امداد کے لئے آگے بڑھیں، جس کے نتیجے میں ان بے سہاروں کی زندگی بسر کی جو مشکلات تھیں کسی قدر حل ہوئیں۔

۴۔ بنگلا دیشی حکومت نے برما سے مطالبہ کیا کہ مہاجرین کو ان کے تمام حقوق کی بحالی کی ضمانت کے ساتھ واپس لیا جائے، اس حوالے سے دونوں ملکوں کے مابین چند مرتبہ اعلی سطحی مذاکرت ہوئے، اور ایک معاہدہ پر دستخط بھی ہوا، لیکن برمی حکومت لیت ولعل کی مختلف سازش کے تحت مہاجرین کو واپس لینے سے کتراتی رہی ہے، یوں تادم تحریر ایک مہاجر بھی وطن واپس نہ ہوسکا۔

۵۔ ایک سے زیادہ اعلی سطحی برمی وفود نے بنگلا دیش کے مہاجر کیمپوں کے دورے کئے، جہاں انہوں نے اس وقت ماسٹر محبّ اللہ (شہید) کی زیر قیادت مہاجرین کے مفاد میں کام کرنے والی انجمن کے لیڈروں سے مذاکرات کئے، انہوں نے برمی حکومت سے جو چند مطالبات کئے، ان میں سے نمایاں کچھ یہ ہیں :

☆ برمی حکومت ارکانی مسلمانوں کی تاریخی قومی نام ''روہنگیا'' کو تسلیم کرے۔

☆ برمی حکومت روہنگیا مسلمانوں کی بحیثیت اصلی باشندے شہریت بحال کردے۔

☆ مہاجرین کو عزت ووقار کے ساتھ ان کے وطن واپس لے جایا جائے۔

☆ مہاجرین کو کیمپوں کے بجائے ان کی اپنی بستیوں میں بسانے کی ضمانت دی جائے۔

☆ مہاجرین کے مالی خساروں کے تاوان کے ساتھ اس کی ادائیگی کی ضمانت دی جائے۔

☆ ارکان کے مختلف کیمپوں کے محصورین کو ان کی بستیوں میں دوبارہ بسایا جائے۔

☆ ارکان میں روہنگیا مسلمانوں کی سیکوریٹی کی ضمانت دی جائے۔

۶۔ وزیر اعظم محترمہ شیخ حسینہ واجد نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی اسٹیج سے پرزور مطالبہ کیا کہ برمی حکومت ان کے شہری روہنگیا مہاجرین کو عزت ووقار کے ساتھ ارکان میں واپس لے جائے، اور ارکان میں ان مسلمانوں کے لئے ایک محفوظ ایریا (SAFE ZONE) کی تعیین کی جائے،

تاکہ وہ یہاں امن وسکون کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

۷۔ بنگلا دیشی حکومت نے آسیان کے علاوہ دنیا بھر کے بااثر ملکوں کو عموما، چین، جاپان اور روس کو خصوصا روہنگیا مسئلہ کے مستقل اور پائدار حل کے لئے بنگلا دیش سے تعاون کی اپیل کی، لیکن آج تک اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

۸۔ منظمۃ التعاون الاسلامی (OIC) کے بھرپور تعاون ومدد سے افریقی مسلم ملک غامبیا نے اقوام متحدہ کی اعلی عدالت (ICJ) میں روہنگیا کی طرف سے برمی حکومت کے خلاف نسل کشی (GENUSAID) کا معاملہ دائر کیا، پہلی مرتبہ کی سماعت میں اس وقت کی برمی کونسلر اونگ سان سوتشی (جو آج کل جیل خانے کی اندھیری میں غرق ہے) نے حاضری دی، جس نے روہنگیا کی طرف سے کئے گئے دعوائے نسل کشی کو مسترد کردیا، جب کہ دوسری مرتبہ فروری ۲۰۲۲ء کی سماعت میں برمی فوجی ٹولوں کی طرف سے ایک وفد نے حاضری کا رسم ادا کیا، جس نے سماعت کے دوران اور تو اور یہ دعوی کیا کہ افریقی ملک غامبیا سے اس مسئلہ کا کوئی دور سے بھی تعلق نہیں ہے، اور عدالت سے مطالبہ کیا کہ اس معاملہ کو خارج کردیا جائے۔

۹۔ دنیا کی اور ایک بڑی معروف ومشہور عدالت (ICC) میں برمی مجرم قاتلوں (جن میں برما کے اعلی رتبے پر فائز چند جنرلوں کے علاوہ اس وقت کی برمی کونسلر اونگ سان سوتشی بھی شامل ہیں) کے خلاف روہنگیا مسلمانوں کی نسل کشی کے حوالے سے اور ایک معاملہ دائر کیا گیا، شنید ہے کہ عدالت اس کی سماعت کے لئے تیاری کررہی ہے، مستقبل کا خدا جانے۔

۱۰۔ اسی طرح جنوبی امریکہ کے ملک ارجنٹینا کی عدالت میں برمی قاتلین کے خلاف ''روہنگیا نسل کسی'' کے عنوان سے برمی روہنگیا آرگنائزیشن آف یوکے (BROUK) کے لیڈر مسٹر ٹونگ کینگ نے ایک معاملہ دائر کیا، آج تک اس کی کوئی سماعت نہ ہوسکی، عدالت شاید تیاری میں ہے۔

۱۱۔ کون نہیں جانتا کہ ۱۹۴۸ء سے آج تک برما خانہ جنگی میں مصروف ہے، جس کا سلسلہ ارکان میں بھی جاری ہے، اس حوالے سے ارکانی مگھوں کی سرگرمیوں کو کوئی مورخ نظر انداز نہیں کرسکتا، مگھوں کی ان سرگرمیوں کے متعلق طول طویل گفتگو سے صرف نظر سردست بات اتنی سی ہے کہ کم

سے کم ۲۰۱۵ء کے بعد ارکان آرمی (A.A) نامی ایک مگھ مسلح تنظیم آزادیٔ ارکان کے مقصد کے تحت سامنے آئی یا ایک گہری سازش اور پوری منصوبہ بندی کے تحت لائی گئی ہے، اس کے مقاصد اور پروگرام کم سے کم روہنگیا مسلمانوں کے متعلق تا حال میرے ناقص خیال میں واضح نہیں ہیں، تاہم بعض مبصرین کے مطابق اس تنظیم کے پروگرام اور مقاصد روہنگیا مسلمانوں کے متعلق برمی وحشیوں سے کوئی جدا نہیں ہیں، جب کہ بعضوں کا خیال ہے کہ یہ تنظیم ارکان کے مسلمانوں کے حوالے سے کسی قدر نرم گوشہ بھی رکھتی ہے۔ بہر حال یہ سچ ہے کہ یہ بحیثیت ایک گوریلا تنظیم، قوت کے اعتبار سے بڑی مضبوط ہو چکی ہے، شنید ہے کہ اس کی اس قدر مضبوطی میں ہمارے پڑوسی ایشیا نہیں بلکہ دنیا کے ایک سوپر پاور ملک کا ہاتھ ہے۔

۱۲۔ ۲۰۲۰ء میں ہونے والے برما کے عام انتخابات کو برمی فوجیوں نے یہ کہہ کر کلی طور پر مسترد کر دیا کہ اس میں اونگ سان سوتشی حکومت نے بڑے پیمانے پر دھاندلی کی ہے، یوں فوجی جنرلوں نے جنرل مین اونگ لائنگ کی قیادت میں یکم فروری ۲۰۲۱ء میں پبلک جمہوری حکومت کو توڑ مروڑ کر برمی اقتدار پر از سر نو قبضہ کر لیا، تو ملک بھر میں ہڑتالیں اور بڑے پیمانے میں مظاہرے ہوئے، فوجیوں نے مظاہرین پر گولیاں چلائیں تو ہزاروں لوگ مارے گئے، غرض فوج نے خود اپنی قوم کے خلاف مظالم کے حوالے وہی طریقے اپنائے، جو اس سے پہلے روہنگیا مسلمانوں کے خلاف اپنائے گئے تھے۔ ان مظالم کے رد عمل میں عوام کی طرف سے کی گئی دوسری سرگرمیوں سے صرف نظر سرکش برمی فوجی جنرلوں اور ان کے غیر آئینی اور ناجائز اقتدار پر قبضے کے خلاف (CDM)، (PDF) اور (CRPH) وغیرہ تنظیمیں بنیں اور مسلح جدو جہد کا آغاز ہو گیا، بالآخر نیشنل یونائیٹڈ گورنمنٹ (NUG) نامی ایک عوامی حکومت قائم ہوئی، تو اس حکومت کی قیادت میں ایک دو علاقوں کو چھوڑ ملک بھر میں خانہ جنگی ہو رہی ہے، جو آج کل عروج پر ہے، اور مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ فوج عوامی نمائندوں کو غیر مشروط طور پر اقتدار سونپتے ہوئے بیرکوں میں چلا جائے، لیکن عوام کے یہ اور ان جیسے مطالبات سے فوج کے کانوں میں جوں تک رینگتی نظر نہیں آتی ہے۔

ارکان اور اس کے متعلق بعض نمایاں تاریخی واقعات

۲۶۶۶ق م ۔ سے دھنووتی / دھنیاودی پہلے عہد حکومت، جس کا سلسلہ ۸۰۰ق م تک جاری تھا۔

۸۲۵ق م ۔ سے دھنووتی / دھنیاودی دوسرے عہد حکومت، جس کا سلسلہ ۷۸۸ء تک جاری تھا۔

۷۸۸ء ۔ ویسالی دور حکومت کا آغاز، جس کا سلسلہ ۱۰۱۸ء تک جاری تھا۔

۹۵۷ء ۔ ارکانی راجا چولاٹنگ چندرا کے زمانے میں ارکان پر منگولوں کا حملہ، اور ارکان کی تاخت و تاراج۔

۱۰۱۸ء ۔ پن سا پہلے دور حکومت کی ابتداء، جو ۱۱۰۳ء میں اپنی انتہاء کو پہنچی تھی۔

۱۱۰۳ء ۔ پارن دور حکومت کا آغاز، جس کا سلسلہ ۱۱۶۷ء تک جاری رہا۔

۱۱۶۷ء ۔ کریٹ دور حکومت کا آغاز، جس کا سلسلہ ۱۱۸۰ء تک جاری تھا۔

۱۱۸۰ء ۔ پن سا دوسرے دور حکومت کا آغاز، جس کا سلسلہ ۱۲۳۷ء تک جاری تھا۔

۱۲۳۷ء ۔ لنگریٹ دور حکومت کا آغاز، جس کا سلسلہ ۱۴۰۴ء تک جاری تھا۔

۱۴۰۴ء ۔ برمی غاصب راجا ''من کھاؤن'' کا ارکان پر حملہ، نرامیخلا کی ارکان کی سلطنت سے بے دخلی۔

۱۴۰۴ء ۔ ارکانی باشاہ نرامیخلا (محمد سلیمان شاہ / من سامون) کا ترک وطن یا جلاوطن۔

۱۴۳۰ء ۔ سلیمان شاہ کی ارکان واپسی اور مرو کو حکومت کی بنیاد، جس کا سلسلہ ۱۷۸۴ء تک جاری تھا۔

۱۶۶۰ء ۔ بدنصیب مغل شہزادہ شجاع کی ارکان میں آمد، بعد میں اس کا مع اہل و عیال قتل۔

۱۶۶۶ء ۔ مگھ اور پرتگیز لٹیروں کی وجہ سے مختلف آلام و پریشانیاں۔

۱۷۱۰ء ۔ ارکان میں خانہ جنگی، اور وسیع پیمانے میں نقصانات۔

۱۷۸۴ء ۔ برمی غاصب راجا بودھو پھیا کا ارکان پر حملہ و قبضہ، اور اس کی دہشت گردی، اور قتل عام۔

۱۷۹۶ء ۔ تیس ہزار ارکانیوں (مگھ / مسلمانوں) کا ترک وطن اور بنگال میں ان کی پناہ۔

۱۷۹۸ء ۔ جنرل علیہ بائنگ / علی بھائی (مسلمان) وغیرہ کی برمی غاصبوں سے آزادی کی جدو جہد۔

۱۸۱۱ء ۔ سین فیا (KINGBERING) اور مسلم لیڈروں کی قیادت میں ہونے والے انقلاب کی ناکامی۔

۱۸۲۵ء ۔ پہلی انگلو برمن جنگ۔

۱۸۲۶ ۔ ارکان پر برطانیہ کا قبضہ۔

۱۹۳۰ء ۔ برمی مسلم تاجر'' اوباو ''کے تعاون سے برما مسلم سوسائٹی کا قیام۔

۱۹۳۰ء ۔ مگھ ڈاکو (بورینگ اونگ) اور اس کے حواریوں کی بربریت اور مسلمانوں کی بڑے پیمانے سے ہجرت۔

۱۹۳۰ء ۔ وسطی، تحتی برما اور ارکان میں مسلمانوں کا قتل عام اور مسلمانوں کی ہجرت۔

۱۹۳۳ء ۔ روہنگیا جمعیت علمائے اسلام ارکان کی بنیاد۔

۱۹۳۶ء ۔ برطانوی ہند سے برما کی انتظامی علیحدگی، اور ملک بھر سے مسلمانوں کا کریک ڈاؤن۔

۱۹۴۲ء ۔ رنگون پر جاپانیوں کا قبضہ۔

۱۹۴۲ء ۔ ارکانی مسلمانوں کا تاریخی قتل عام، اور بڑے پیمانے پر ان کی ہجرت۔

۱۹۴۲ء ۔ منگڈو، بوسیدنگ اور راسیدنگ پر مشتمل تاریخی ''مسلم ریاست'' کا قیام۔

۱۹۴۵ء ۔ ارکان میں برطانویوں کی دوبارہ واپسی۔

۱۹۴۵ء ۔ ''برما مسلم جنرل کونسل'' نامی تنظیم کا قیام۔

۱۹۴۵ء ۔ مسٹر عبدالرزاق کی صدارت میں برما مسلم کانگرس کا قیام۔

۱۹۴۶ء ۔ مسٹر عبدالرزاق کی سربراہی میں پمنا / پیومنا مسلم کانفرس کا انعقاد۔

۱۹۴۷ء ۔ سازش پر مبنی بدنام زمانہ ''پیلونگ کانفرنس'' کا انعقاد۔

۱۹۴۷ء ۔ برمی قانون ساز اسمبلی کے انتخابات۔ جس میں ارکانی مسلمانوں کو قانونی طور پر نمائندگی ملی تھی۔

۱۹۴۷ء ۔ محمد جعفر حسین قوال کی زیر قیادت ''جہاد کونسل'' کی تشکیل اور ظالموں کے خلاف اعلان جہاد۔

۱۹۴۸ء ۔ برطانیہ سے برما یا برمیوں کو حصول آزادی۔

۱۹۴۸ء ۔ محمد قاسم بن عطاء الدین کی قیادت میں ''مجاہد پارٹی'' کا قیام۔

۱۹۴۹ء ۔ مولانا مظفر احمد کی زیر صدارت انجمن مہاجرین ارکان کا قیام۔

۱۹۵۰ء ۔ بی ٹی ایف کی بربریت، ہزاروں مسلمانوں کی شہادت اور ہزاروں کی ہجرت۔

۱۹۵۰ء ۔ بانی تحریک آزادئ ارکان محمد جعفر حسین قوال کی افسوسناک شہادت۔

۱۹۵۱ء ۔ آزاد برما میں قومی اسمبلی کے پہلے عام انتخابات۔

۱۹۵۴ء ۔ ارکان میں بنگالی مگھوں کا دخول عام، مسلم بستیوں پر قبضہ، مسلمانوں کی ہجرت۔

۱۹۵۶ء ۔ برمی قومی اسمبلی کے دوسرے انتخابات۔

۱۹۵۹ء ۔ ارکان میں اور ایک مرتبہ بنگالی مگھوں کا دخول عام، مسلم بستیوں پر قبضہ، مسلمان ترک وطن پر مجبور۔

۱۹۶۰ء ۔ مایو فرنٹیئر اڈمنسٹریشن کا نفاذ۔

۱۹۶۱ء ۔ برمی قومی اسمبلی کے تیسرے عام انتخابات۔

۱۹۶ء ۔ راغب اللہ مرحوم وغیرہ کی قیادت میں ۲۹۰ سے زائد مجاہدین کا برمی فوجی قیادت کے سامنے سارنڈر۔

۱۹۶۲ء ۔ جمہوری آئین کی معطلی، اور اقتدار پر جنرل نے ون کی قیادت میں برمی فوج کا مکمل قبضہ۔

۱۹۶۲ء ۔ برما میں شوشل ازم کا نفاذ۔

۱۹۶۳ء ۔ نے ون کے نام نہاد قومی اسمبلی کے انتخابات۔

۱۹۶۴ء ۔ روہنگیا انڈیپنڈنٹ فورسس (RIF) کی تشکیل۔

۱۹۶۶ء ۔ مگھ شرپسندوں کی شرپسندی اور برمی بربروں کی بربریت کی وجہ سے مسلمانوں کی ہجرت۔

۱۹۶۶ء ۔ محمد جعفر ثانی کی قیادت میں ارکان آزاد فوج (RNLP) کی تشکیل۔

۱۹۷۳ء ۔ نے ون کی قیادت میں برمی فوج اور اس کے لالے پالے غنڈوں کے مظالم، اور مسلمانوں کی ہجرت۔

۱۹۷۳ء ۔ محمد جعفر حبیب (رحمہ اللہ) کی زیر قیادت روہنگیا فدائین محاذ (RPF) کی تشکیل اور اعلان۔

۱۹۷۵ء ۔ جنرل نے ون کی ایماء پر مسلمانوں کی وسیع پیمانے میں گرفتاریاں اور مسلمانوں کی ہجرت۔

۱۹۷۵ء ۔ ارکان ہسٹریکل سوسائٹی (AHS) کا قیام۔

۱۹۷۷ء ۔ روہنگیا مسلم طلبہ تنظیم ''رابطۃ الطلاب المسلمین الروہانجیین کا قیام۔

۱۹۷۸ء ۔ نے ون کے نام نہاد برمی قومی اسمبلی کے انتخابات۔

۱۹۷۸ء ۔ ناگامن آپریشن، برمیوں اور مگھوں کی غارت گری، مسلمانوں کی عام گرفتاریاں قتل عام اور ہجرت۔

۱۹۷۹ء ۔ روہنگیا جمعیت علماء (مسلح) کی زیر زمین جدوجہد کا آغاز۔

۱۹۸۲ء ۔ روہنگیا سالیڈریٹی آرگنائزیشن (RSO) کی تشکیل۔

۱۹۸۲ء ۔ مولانا عبدالقدوس مجاہد کی امارت میں حرکۃ الجہاد الاسلامی نامی تنظیم کی جدوجہد کا آغاز۔

۱۹۸۲ء ۔ نے ون قومی اسمبلی کے اور ایک نام نہاد انتخابات۔

۱۹۸۶ء ۔ ارکان روہنگیا اسلامک فرنٹ (ARIF) کی تشکیل۔

۱۹۸۶ء ۔ مولانا عبدالحمید مجاہد کی زیر امارت ''روہنگیا اسلامی محاذ'' نامی تنظیم کی تشکیل۔

۱۹۸۶ء ۔ روہنگیا طلبہ تنظیم، اتحاد الطلاب المسلمین ارکان۔ برما۔ (ITM) کی بنیاد۔

۱۹۸۸ء ۔ جنرل نیون کی اقتدار سے ہمیشہ کے لئے چھٹی، اور سین لوین کی گدی نشینی۔

۱۹۸۸ء ۔ ڈاکٹر مونگ مونگ کی چند دنوں والی حکومت۔

۱۹۸۸ء ۔ جنرل سا مونگ کی قیادت میں اقتدار پر فوج کا دوبارہ قبضہ۔

۱۹۸۸ء ۔ مولانا محمد حنیف راغب ارکانی کی قیادت میں ''اتحاد المجاہدین'' نامی تنظیم کی تشکیل۔

۱۹۸۸ء ۔ روہنگیا لیبریشن آرگنائزیشن (RLO) کا اعلان۔

۱۹۹۰ ۔ ارکانیوں کی نمائندہ جماعت ''نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی فار ہیومن رائٹ (NDPHR) کا قیام۔

۱۹۹۰ء ۔ نام نہاد انتخابات / اقتدار پر فوج کا قبضہ، جس کا سلسلہ تان شوے سے لے کر اب تک جاری ہے۔

۱۹۹۱ء ۔ روہنگیا مسلمانوں پر مظالم اوران کی بڑے پیمانے پر ہجرت۔

۱۹۹۱ ۔ مسلمانوں کا قتل عام، وسیع پیمانے میں مسلمانوں کی گرفتاریاں، اوران کی بڑے پیمانے پر ہجرت۔

۱۹۹۵ء ۔ روہنگیا نشنل الائنس (RNA) نامی الائنس کی تشکیل۔

۱۹۹۸ء ۔ اركان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن (ARNO) کی تشکیل اوراعلان۔

۲۰۱۱ء ۔ اركان روہنگیا یونین (ARU) کی بنیاد اوراعلان۔

۲۰۱۲ء ۔ مسلمانوں کا قتل عام، ہزوروں شہادت، ہزاروں ماں بہنوں کی عصمت دری، اورلاکھوں کی ہجرت۔

مصنف کی بعض مطبوعہ اورغیر مطبوعہ تصانیف:

سرزمین اركان کی تحریک آزادی تاریخی	سازش کا طوفان عقلیت ومادیت کے روپ میں
روہنگیا مسلمانوں کے جانگسل المیے	تذکرۂ علامہ سید الامینؒ
تذکرۂ حضرت مولانا شاہ عبدالسلام ارکانیؒ	روہنگیا مسلمان اوران کی ہجرت کے اسباب
اركان کے عظیم شاعر علاول، حیات وکارنامے	اركان روہنگیا یونین، ماضی اورحال کے تناظر میں
روہنگیا چیخ وپکار اورمطالبات (ترجمہ)	تذکرۂ رفتگان
وادئ پرخار کے گمنام مسافر	سالارِ کارواں محمد جعفر حبیبؒ
سرخیل کارواں	علماء اور جمعیۃ علمائے اسلام اركان
روہنگیا رسم الخط کا ایک علمی اورفکری جائزہ	روداد سخن
خورشیدِ تاباں	کاروان انسانیت
سفر اورکامیابیاں	اارکان کے چند ندوی فضلاء ایک نظر میں
عظیم ارکانی لیڈران	علماء اور جمعیت علمائے اركان
مقالاتِ طاہر ندوی	روہنگیا رسم الخط کا ایک علمی اورفکری جائزہ
مدارس اسلامیہ کا نصاب ونظام اورجدید تقاضے	دو نظام تعلیم
اركان کے روہنگیا مسلمان موت وحیات کی کشمکش میں	اركان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن (ARNO)
برما میں خانہ جنگی کا دور دورہ	شعرائے اركان
تاریخ اركان کے درخشاں ستارے، جلد (۱)	تاریخ اركان کے درخشاں ستارے، جلد (۲)
تاریخ اركان کے درخشاں ستارے، جلد (۳)	تاریخ اركان کے درخشاں ستارے، جلد (۴)
تاریخ اركان کے درخشاں ستارے، جلد (۵)	تاریخ اركان کے درخشاں ستارے، جلد (۶)
تاریخ اركان کے درخشاں ستارے، جلد (۷)	تاریخ اركان کے درخشاں ستارے، جلد (۸)
تاریخ اركان کے درخشاں ستارے، جلد (۹)	تاریخ اركان کے درخشاں ستارے، جلد (۱۰)
تاریخ اركان کے درخشاں ستارے، جلد (۱۱)	تاریخ اركان کے درخشاں ستارے، جلد (۱۲)